جنوبی ہندوستان شہر بنگلور کی اُفق سے طلوع ہونے والا پہلا دو لسانی حق و صداقت کا پاسبان

مدیر مسؤول:
سید معراج ربانی اثری مدنی
(صدر الحجاز اسلامک سینٹر فار دعوہ اینڈ ایجوکیشن بنگلور۔ انڈیا)

ربیع الأول
جمادی الأول
1463ھ

March 2015

جس کی تحریریں صرف فہم سلف کی ہی نہیں، آبروئے زبان و وطن کی نگہبان بھی ہیں۔

افتراق وانتشار کی ممانعت

ایک ذرا مشت خاک ہے تو

امت کے اختلاف کا حل

12 pages English

* The famous Memorizers of Hadith.
* The Appropriate age for Marriage?
* The Salafi Dawah - Imaam al Albaani (Rahimahullaah).

صدائے حجاز کانفرنس
SADAA-E-HIJAZ CONFERENCE

Desaigened by : Abuhakim Salafi

مركز الحجاز الإسلامي للدعوة والتعليم بمدينة بنغالور الهند
Al-Hijaz Islamic Center Bangalore IND
HIC

Monthly
al-Meraj
Bangalore

مضمون نگار کا ادارہ سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مدیر مسؤول

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج ان کی توکل ہماری باری ہے

قضاوقدر پر ایمان رکھنا ہر مومن کا فرض ہے، اس دنیائے فانی میں جو بھی آیاہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور موت کا کڑوا گھونٹ پیناہی ہے یہی سنت الہی ہے بھلاانبیاءورسل سے بھی بڑھ کر کوئی عظیم ومہان ہو سکتاہے ؟ مگر اللہ عزوجل کی لکھی ہوئی قدر کی تلوار ان پر بھی چل گئی اور وہ بھی مالک کل کائنات سے جا ملے،کافی دنوں سے موت وحیات کی آپسی جنگ جاری تھی بالآخر ایک دن زندگی تھک کر چور چور ہو گئی اور اس نے خود کو موت کی بانہوں میں ڈالدیااس طرح موت گویافتیاب ہو گئی اور زندگی نے اپنی شکست تسلیم کرلی،خادم الحرمین شریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود اس دارفانی سے کوچ کر گئے اور اپنی جان جان آفریں کے حوالے کردی ، کروڑہا کروڑ لوگوں کو روتا،بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر مالک حقیقی سے جاملے،انسانیت کے دلوں پہ راج کرنے والاوہ عبقری فرمانرواجو اپنی زندگی ہی میں (ملک الانسانیۃ) کے خطاب سے نوازدیا گیاتھا،لوگ انہیں صرف سعودی عرب کاہی بادشاہ نہ کہتے تھے بلکہ ساری انسانیت کا بادشاہ سمجھتے تھے ،مشرق ومغرب شمال وجنوب سب انہیں اپنا مسیحا سمجھتے تھے بلا تفریق مذہب وملت ساری دنیا ان سے پیار کرتی تھی،انہوں نے اپنی اس مختصر سی زندگی میں جو عظیم کارنامے سرانجام دیے ہیں انہیں دنیااتنی آسانی سے نہیں بھلاسکتی ان کارناموں کو حیطہ تحریر میں لانے کے لئے ایک دو دفتر نہیں سیکڑوں ہزاروں رجسٹرز درکار ہیں اللہ ان پر اپنی رحمتوں کی برکھابرسائے اور انہیں اپنے دامن عفووکرم میں خاص جگہ عطافرمائے آمین۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
گلدستہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

شاہ عبداللہ (پورا نام مع عربی القاب: **صاحب السموء الملكي خادم الحرمين الشريفين الملك عبدالله بن عبدالعزيز آل سعود**)، سعودی عرب کے چھٹے بادشاہ تھے، 1 اگست 1924 کو پیدا ہوئے اور 23 جنوری 2015 کو وفات پاگئے۔ شاہ فہد کے وفات کے بعد آپ شاہی تخت پر یکم اگست 2005 کو بیٹھے۔ فوربس میگزین کے مطابق آپ دنیا کے آٹھویں طاقتور ترین انسان تھے۔

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود، خادم الحرمین الشریفین، یکم اگست 1924ء کو پیدا ہوئے۔ یکم اگست 2005ء کو انہوں نے اپنے رضاعی بھائی شاہ فہد کی وفات کے بعد تخت کو کامیابی سے سنبھالا۔ ۲۳ جنوری سن ۲۰۱۵ کو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات مقامی وقت کے مطابق ایک بجے ۹۱ سال کی عمر میں انتقال کر گئے- ایک لمبے عرصے سے شاہ عبداللہ کے منظر عام پر نہ آنے سے سوشل میڈیا پر گذشتہ سال سے ان کی طبیعت انتہائی ناساز ہونے کی افواہیں گردش کرنے لگی تھیں۔ کمر میں تکلیف کے باعث ان کے دو آپریشن ہو چکے تھے جن میں 13 گھنٹے کا ایک طویل آپریشن بھی شامل ہے۔ 2010 میں وہ تین ماہ تک امریکہ میں بھی زیر علاج رہے تھے۔

ابتدائی زندگی:

شاہ عبداللہ بن عبد العزیز ال سعود ابن سعود کی آٹھویں بیوی فہدہ بنت عاصی الشریم کے بطن سے ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا تعلق سعودی عرب کے قبیلے شمر سے تھا۔

دولت:

شاہ عبداللہ کا شمار دنیا کے امیر ترین اشخاص میں ہوتا ہے۔ ان کی دولت کا اندازہ 21 ارب امریکی ڈالر تک ہے۔

وفات:

سعودی عرب کے حکام کے مطابق ملک کے بادشاہ عبداللہ بن عبدالعزیز 91 برس کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں۔

شاہ عبداللہ کی جگہ ان کے 79 سالہ بھائی شاہ سلمان بن عبدالعزیز سعودی عرب کے نئے بادشاہ بنے ہیں جنھیں دو برس قبل شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ولی عہد کا منصب عطا کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ مملکت توحید و سنت کو حاسدوں کے حسد اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے، آمین

مرکز الحجاز الاسلامی للدعوۃ والتعلیم بنگلور عالم اسلام کے سارے مسلمانوں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

سید معراج ربانی میر محمد اسماعیل

افتراق وانتشار کی ممانعت

ندیم اختر مدنی

دینِ اسلام اتحادواتفاق اور حق پر جمع ہونے کادین ہے،اسی وجہ سے اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے امت کوفرقہ بندی اوراختلاف سے ڈرایاہے اسلئے کہ اس سے وحدتِ صف میں کمزوری آتی ہے، فتنے پیدا ہوتے ہیں اوردشمنوں کوتمکنت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کاارشادہے:﴿وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ﴾ (آل عمران:103)

"اللہ تعالیٰ کی رسی کوسب مل کر مضبوط تھام لواور پھوٹ نہ ڈالو"۔

اور صحیح مسلم میں عرفجہ رضی اللہ عنہ کابیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کوفرماتے ہوئے سناکہ قریب ہیکہ شروفساد ہوں گے پس جواس امت کے اتفاق کوبگاڑناچاہے تواس کو تلوار سے ماروچاہے جوکوئی بھی ہو۔ (حدیث نمبر:1852)

ایک دوسری جگہ صحابیِ رسول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمھاری تین باتوں سے خوش ہوتاہےاور تین باتوں سے ناخوش، اس بات سے خوش ہوتاہے کہ اس کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرو، اور اس کی رسی کوسب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہو اور پھوٹ مت ڈالو،اور امیر کی اطاعت کرتے رہو۔اور ناپسند کرتاہے قیل وقال(بے فائدہ کی گفتگو) کو،اورزیادہ پوچھنے کو(یعنی ان مسائل کا پوچھناجن کی ضرورت نہ ہو،یاان باتوں کاجن کی حاجت نہ ہو) اورمال کےتباہ کرنے کو(یعنی بےفائدہ چیزوں میں ضائع کرنے کو) (صحیح مسلم،ح:1715)

ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اختلاف کے وقت خوف الٰہی اور امیر کی اطاعت کی وصیت کرتے ہوئے سنتِ رسول ﷺ اور خلفاءراشدین کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیاہے۔چنانچہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا بلیغ خطبہ فرمایا کہ ہمارے دل ڈر گئے اور آنسوؤں سے آنکھیں بہنے لگیں،ہم نے عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو گویاالوداعی وعظ معلوم ہورہاہے پس آپ ہمیں وصیت کیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا:میں اللہ سے ڈرنے اوراپنے امیروں کی سمع وطاعت کی وصیت کرتاہوں گرچہ تم پر حبشی غلام امیر مقرر کردیا جائے، اورتم میں سے جو شخص(میرے بعد)زندہ رہے گاوہ عنقریب بہت زیادہ

اختلافات دیکھے گا، پس اس وقت میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور (دین کے) کاموں میں نئی بات ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد:4607،ترمذی:2676)

مذکورہ ان باتوں میں جن اصولوں کے ذریعے فرقہ بندی سے روک دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہیکہ اگر ان اصولوں سے انحراف کروگے تو تمھارے درمیان پھوٹ پر جائے گی، اور تم الگ الگ فرقوں میں بٹ جاؤ گے، چنانچہ فرقہ بندی کی تاریخ دیکھ لیجئے، یہی چیز نمایاں ہو کر سامنے آئے گی، قرآن وحدیث کے فہم اوراس کی توضیح وتعبیر میں کچھ باہم اختلاف یہ فرقہ بندی کا سبب نہیں ہے، یہ اختلاف صحابہ اور تابعین کے عہد میں بھی تھا لیکن مسلمان فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے، کیونکہ اس اختلاف کے باوجود سب کا مرکز ایک ہی تھا قرآن وحدیث، لیکن جب شخصیات کے نام پر اقوال وافکار کے طریقے بنائے جانے لگے تو اطاعت وعقیدت کا یہ مرکز بھی تبدیل ہو گیا، ان کے افکار ونظریات اولین حیثیت کے اوراللہ اوراس کے رسول ﷺ کے فرمودات ثانوی حیثیت کے حامل قرار پائے اور یہیں سے امتِ مسلمہ کے افتراق کے لئے کا آغاز ہوا جو دن بدن بڑھتے ہی چلا گیا اور نہایت مضبوط ہو گیا۔

مذکورہ باتوں سے ہمیں کئی فائدے ملتے ہیں:

(1) اللہ کی رسی یعنی اس کی کتاب تھامے رہنے کا حکم۔

(2) تفرقہ بازی اور اختلاف کی سخت ممانعت۔

(3) وقتِ اختلاف سنتِ رسول ﷺ کے ساتھ چمٹے رہنے کا حکم۔

دعوتی میدان میں مسلکی پہچان

شاہد نذیر کراچی

دعوتی میدان میں مسلکی پہچان

کے اظہار کی اہمیت وافادیت

جب کسی جماعت میں عملی کمزوری در آئے تو نت نئے نظریات اور حکمت عملیاں منصہ شہود پر آموجود ہوتی ہیں۔ان نئے نئے نظریات، خیالات، حکمت عملیوں کا اصل سبب تو عمل میں کمزور ہو جانا ہوتا ہے جس کا نتیجہ بزدلی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔لیکن انہیں تقاضہ وقت، ضرورت وقت اور حکمت کے خوبصورت ناموں سے موسوم کرکے لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔اسی طرح کے نظریات میں سے جماعت اہل حدیث کے کچھ بیمار ذہنوں میں پیدا ہونے والا ایک نیا نظریہ، اپنی مسلکی اور جماعتی پہچان کو چھپا کر دین کی دعوت پیش کرنے کا ہے۔اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر سامنے والے کو آغاز ہی میں یہ بتا دیا جائے کہ قرآن وحدیث کی دعوت پیش کرنے والا اہل حدیث ہے تو سامنے والا سرے سے کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہوتا۔

اس اشکال کا ایک بہترین جواب تو وہ ہے جسے عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے اپنی ایک آڈیو تقریر میں پیش کیا ہے۔خطبہ مسنونہ کے بعد آغاز تقریر میں مولانا موصوف فرماتے ہیں:

اس نشست کے لئے گفتگو کا موضوع آپ نے سن لیا ہے کہ کیا لفظ اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے۔اس سوال کا پہلے اجمالی جواب یہ ہے کہ روکاوٹ ہے بھی اور نہیں بھی۔جواب ہاں میں بھی ہے اور ناں میں بھی۔روکاوٹ ہے اس شخص کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ روکاوٹ بنا دے جس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دے۔)موضوع تقریر: کیا لفظ اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے؟

(پھر فرماتے ہیں: بہت سے لوگ اس نام کو سننا گوارا نہیں کرتے یہ لفظ اگر روکاوٹ ہے تو یہ روکاوٹ اللہ نے بنائی، ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے ہمارے اختیار میں نہیں۔) موضوع تقریر: کیا لفظ

اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے؟)

مزید فرماتے ہیں:

یہ لفظ روکاوٹ ہو سکتا ہے اس کے لئے جس کے دل پر اللہ کی مہر ہو۔اور اگر اللہ کی طرف سے توفیق میسر ہو تو ہدایت کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔تو پھر یہ کوئی روکاوٹ نہیں۔)موضوع تقریر: کیا لفظ اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے؟

سبحان اللہ! یہ وہ بہترین کلام ہے جس سے یہ اشکال جڑ سے ختم ہو جاتا ہے بشرطیکہ سمجھنے والا عقل سلیم سے کام لے اور ہٹ دھرمی اور ذاتی انا کو پس پشت ڈال دے۔جب ہدایت اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنا مسلک چھپا کر کسی کو قرآن وحدیث کی دعوت پیش کرے اور وہ شخص اس حکمت کی وجہ سے حق کو قبول کرلے جبکہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں ہدایت سے محرومی کا فیصلہ فرمالیا ہو۔اور یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی مسلکی پہچان ظاہر کر کے کسی کو دین کی دعوت دے اور وہ اس کا انکار کردے جبکہ اللہ نے اس کی ہدایت کا فیصلہ فرمالیا ہو۔

پس ثابت ہوا کہ یہ نئی حکمت عملی کچھ غیر صحت مند دماغوں کی اختراع ہے ورنہ در حقیقت مسلکی پہچان دعوت میں روکاوٹ کا باعث ہرگز نہیں بنتی۔اگر کوئی چیز روکاوٹ بنتی ہے تو وہ اللہ کا کسی شخص کے بارے میں ہدایت سے محرومی کا فیصلہ ہے۔لہذا کسی شخص کا دعوتی میدان میں حکمت عملی کا بہانہ بنا کر اپنی جماعتی پہچان کو چھپالینا ایک عبث اور لایعنی فعل قرار پاتا ہے۔

اس اشکال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ماضی میں آج کی بنسبت اہل حدیث زیادہ بدنام تھے۔آج تو اللہ کے فضل وکرم سے لاتعداد لوگ اہل حدیث کے اصول و منہج سے واقف ہیں جبکہ ماضی میں ایسی صورتحال نہیں تھی۔جس حکمت عملی کو آج کا اہل حدیث پیش کررہا ہے اس خودساختہ حکمت عملی کی ضرورت سب سے زیادہ گزرے ہوئے کل کو تھی لیکن اس کے برعکس اہل حدیث علماء نے ڈنکے کی چوٹ پر اپنا مسلک اہل حدیث بھی بیان کیا اور بلا خوف وخطر اس مسلک کی دعوت بھی دی اور انہیں اپنی مسلکی پہچان پوشیدہ رکھنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

اہل عقل کو دعوت غور وفکر ہے کہ جب مشکل حالات میں لفظ اہل حدیث کو چھپانے کی ضرورت اسلاف کو پیش نہ آئی تو آج کے نسبتاً آسان حالات میں اخلاف کو یہ ضرورت کیونکر پیش آگئی؟ہم سمجھتے ہیں کہ مسلکی نام چھپانے کی ناقص اور شرمناک حکمت عملی کا سبب وہ بزدلی اور عملی کمزوری ہے جو موجودہ جماعت اہل حدیث کے اکثر لوگوں کو لاحق ہو چکی ہے۔موجودہ حالات میں چاہیے تو یہ تھا کہ ماضی کی طرح علمائے اہل حدیث کی ڈگر پر چلتے ہوئے اہل باطل کے اس منفی پروپیگنڈہ کا تقریر اور تحریر کے ذریعے تدارک کیا جاتا جس کے ذریعے وہ معاشرے

میں جماعت اہل حدیث کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اہل حدیث منہج، اصول و عقائد سے واقف اور روشناس کروایا جاتا۔ لیکن اس مشکل اور صبر آزما راستے کو چھوڑ کر کچھ لوگوں کو یہ بات آسان لگی کہ اپنی مسلکی پہچان ہی چھپالی جائے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اگر مسلک چھپانے تک ہی بات محدود رہتی تو بھی اس قبیح فعل کو انتہائی مجبوری میں کسی حد تک گوارا کرنا ممکن تھا۔ لیکن اس سلسلے کی بدترین بات یہ ہے جسے کسی طور پر بھی گوارا کرنا ممکن نہیں کہ کچھ احساس کمتری میں مبتلا لوگ ضرورت پڑنے پر بھی اپنی پہچان نہیں بتاتے اور اعلانیہ اپنے اہل حدیث ہونے کا انکار کر دیتے ہیں لیکن دعویٰ فہم سلف صالحین کی روشنی میں قرآن وحدیث پر عمل کا ہی کرتے ہیں۔

دعوتی مصلحت اور حکمت کے نام پر منہج سلف سے انحراف کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی مصلحت کا شکار ہوجائے جس کا کوئی ثبوت سلف صالحین سے نہ ملتا ہو تو ایسی مصلحت ناقابل التفات اور قابل رد ہے اگر چہ وہ شخص اس مصلحت کو کیسا ہی عظیم ترین کیوں نہ تصور کرتا ہو۔

ابو محمد حسن بن علی البربھاری رحمہ اللہ بطور رضامندی ایک معاصر عالم کا بہترین قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دعاۃ (دعوت دین علی منہج السلف) پہچانے والے کی قاموس سے لفظ مصلحت نکال دو کیونکہ یہ جملہ گمراہ کرنے والا اور شیطان کو گھسنے کا موقع فراہم کرنے والا ہے، وہ (شیطان) ان کے پاس اس راستہ سے آتا ہے جو ان لوگوں کے ہاں بڑا قوی ہوتا ہے، وہ شخص کبھی مصلحت کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے..... اور اس وقت دعاۃ اس اصل منہج کو بھول جاتے ہیں جس منہج کی بنیاد قرآن وحدیث اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی سوچ پر ہے، مختلف قسم کے دعاۃ (جن کی دعوت الگ الگ طرز پر ہے) پر لازم ہے کہ وہ اصل منہج کو تھامے رہیں، ان دعاۃ کو ہر دم ایک ہی خطرے سے بچتے رہنا چاہیے، وہ خطرہ منہج سلف سے ہٹ جانے کا ہے، چاہے منہج سلف سے انحراف کا سبب کچھ بھی ہو، اور چاہے انحراف تھوڑا ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں وہ خطرناک ہے۔ واللہ اعلم

ان دعاۃ میں سے کچھ لوگ مصلحت کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ وہ اس کے مکلف نہیں ہیں، وہ ایک ہی بات کے مکلف ہیں کہ وہ منہج سلف صالحین سے انحراف نہ کریں اور ان کے طریقہ وراستہ کو نہ چھوڑیں۔ (منہج سلف صالحین، صفحہ 122 تا 123)

اس فیصلہ کن حوالے سے معلوم ہوا کہ کسی ایسی نئی حکمت عملی کا اختیار کیا جانا جس کی ضرورت سابقہ ادوار میں بھی موجود تھی لیکن سلف صالحین نے نہ صرف اسے اپنانے سے احتراز کیا بلکہ اسکے برخلاف عمل کیا۔ ایسی حکمت عملی کی حیثیت شیطانی وسوسے سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایسی ہی فاسد اور باطل مصلحتوں اور

حکمت عملیوں پر عمل پیرا لوگوں کو بھی کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی موڑ پر اپنی مسلکی پہچان ظاہر کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس قدر ناقص حکمت عملی ہے جس پر یہ نادان لوگ عمل پیرا ہیں۔جب بعد میں جو اپنی پہچان ظاہر کرنی ہے تو دوسروں کو دھوکے میں رکھنے کے بجائے پہلے ہی یہ فریضہ کیوں سرانجام نہیں دے دیا جاتا؟

دعوت کی اثرپذیری میں داعی کا اپنا کردار وعمل بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔لیکن آج کا داعی جب دیکھتا ہے کہ اس کی دعوت موثر نتائج نہیں دے رہی تو بجائے اس کے کہ وہ خود اپنے کردار وعمل کا جائزہ لے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی خامیوں کو دور کرکے اپنی دعوت میں اثر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔اس کی توجہ دعوتی طریقہ کار میں تبدیلی کی جانب مرکوز ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دعوت کی غیر اثرپذیری کا تعلق موجودہ زمانے کے تقاضوں کو نہ سمجھنا ہے۔بس یہی وہ اصل سبب ہے جو نت نئ حکمت عملیوں کے ظہور کا سبب بنتا ہے۔یہ بات سمجھنے کی ہے کہ کسی حکمت عملی کا سلف کی جانب سے قبول یا اختیار نہ کیا جانا جبکہ ان کے زمانے میں بھی اس مصلحت پر عمل کے اسباب موجود تھے۔اس حکمت عملی کے ناقص اور نقصان دہ ہونے کی دلیل ہے۔اس کے علاوہ سلفی منہج سے وابستہ لوگوں کا کسی ایسی مصلحت کو اختیار کر لینا جس کے بر خلاف اور برعکس سلف صالحین کا عمل موجود ہو،انتہائی خطرناک ہے بلکہ سلف صالحین سے کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے محدث وامام ابو محمد حسن بن علی البربھاری رحمہ اللہ تقاضہ حالات اور ضرورت زمانہ کے نتیجے میں وجود پانے والی نئ نئ حکمت عملیوں کا رد اور انہیں اختیار کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے اس بات کا سہارا لیتے ہوئے کہ اب زمانہ بدل چکا ہے یا یہ بہانہ کریں کہ لوگ تکرار سے فائدہ اٹھا چکے یا یہ عذر پیش کریں کہ حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اب دعوت کے طریقہ کار کو زمانے کے تقاضے کے مطابق بدلا جائے .....اس جیسے بہانے باز کی نیت کے صحیح ہونے کے باوجود یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت ہے، اور مؤمنین کے راستہ سے انحراف ہے.....دوسرا شبہ کہ زمانہ کے اور حالات کے تقاضے کے مطابق دعوت کے طریقہ کار میں تبدیلی لائی جائے، یہ بھی واضح طور پر باطل ہے۔) منہج سلف صالحین، صفحہ60)

ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اگر اپنی منہجی پہچان صیغہ راز میں رکھ کر قرآن وحدیث کی دعوت کسی پر پیش کی جائے تو سامنے والا شخص کچھ زیادہ ہی اندیشوں اور تحفظات کا شکار ہو جاتا ہے اور اس بات پر فکر مند ہوتا ہے کہ نہ جانے اسے قرآن وحدیث کے نام پر کس مسلک و مذہب کی دعوت دی جارہی ہے کیونکہ یہ

حقیقت ہے کہ دیگر گمراہ فرقے بھی اپنی دعوت کے لئے قرآن وحدیث کا ہی نام لیتے ہیں۔ پھر بالآخر اسے یہ بتانا ہی پڑتا ہے کہ ہم سلفی یا اہل حدیث ہیں۔ چونکہ اس وقت پوری امت مسلمہ فرقوں یا جماعتوں میں بٹی ہوئی ہے اور ہر جماعت کا دعویٰ قرآن وسنت پر عمل کا ہے۔ اس لئے عملاً یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص بغیر اپنی جماعتی پہچان بتائے دعوتی عمل کو موثر طریقے سے جاری رکھ سکے۔ حکمتی پالیسی کے تحت اپنی جماعتی شناخت کو نہ ظاہر کرنے کا عمل تو دعوت کو مزید پیچیدہ بنانے کی کوشش ہے جس کا کوئی فائدہ ہو نہ ہو لیکن نقصان یقینی ہے۔

نئی حکمت عملی کے علمبردار لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اہل حدیث اور حق یا قرآن وسنت آپس میں جڑے ہوئے تو نہیں کہ لفظ اہل حدیث کا انکار حق یا قرآن وسنت کا انکار قرار پائے۔ یہ بات جزوی طور پر تو درست ہو سکتی لیکن کلی طور پر نہیں۔ کیونکہ اس کا کیا کیا جائے کہ یہی سلف صالحین کی ہمیشہ سے سنت رہی ہے کہ جب بھی حق اور اہل حق کا ذکر آیا، قرآن وحدیث کو ماننے اور اس پر عمل کا ذکر آیا یا فہم سلف صالحین کی روشنی میں دین پر چلنے کا ذکر خیر آیا تو سلف صالحین میں سے ہر ایک نے اسے لفظ اہل حدیث کے ساتھ ہی جوڑا۔

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اہل حق کے لئے ہر دور میں اہل العلم نے اہل الحدیث کے الفاظ استعمال کئے ہیں چنانچہ ہم اس سلسلہ میں چند شہادتیں پیش کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ پوری طرح کھل کر سامنے آجائے۔ (الفرقۃ الجدیدۃ، صفحہ 137)

دلائل اور شہادتوں کی تفصیل کے لئے الفرقۃ الجدیدۃ کی مراجعت فرمائیں۔

ابو جابر عبد اللہ دامانوی حفظہ اللہ اپنی اسی کتاب کے ایک اور مقام پر اہل حدیث کو حق کی واحد علامت اور نشانی قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: گمراہ فرقوں کے عالم وجود میں آجانے کے بعد اہل حق نے اپنے لئے اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الحدیث کے ناموں کو ہی استعمال کیا ہے اس لئے کہ یہ نام اہل حق کی علامت بن گیا تھا۔ (الفرقۃ الجدیدۃ، صفحہ 143)

قوام السنہ ابو القاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ بھی صرف اہل حدیث کو ہی اہل حق کہتے ہیں، چنانچہ رقم فرماتے ہیں: اہل الحدیث ہی اہل الحق (حق والے) ہیں اور حق پر ہیں۔) منہج سلف صالحین، (صفحہ 76)

ماضی کی طرح آج بھی لفظ اہل حدیث گمراہ فرقوں کے مابین حق کی واحد علامت ہے۔ اب کسی کم فہم اور کم عقل کا اس سے انکار یا امت کے سلف کی اس سنت سے ہٹ کر اپنی پہچان کی کوئی اور کوشش سلف صالحین کی فکر و سوچ سے بغاوت ہی تصور کی جائیگی۔

جلیل القدر عالم و محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا ایک

مباحثہ حاضر خدمت ہے جو ایک ایسے عالم دین کے ساتھ ہوا جو کسی خاص مسلکی پہچان کا قائل نہیں تھا لیکن اصول و عقائد میں ناصر الدین البانی سے متفق تھا یعنی قرآن و سنت کا داعی تھا۔ یہ مباحثہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہمارے سلف بھی جماعتی پہچان کی اہمیت و افادیت سے خوب واقف تھے بلکہ اس کے اس قدر پرزور حامی تھے کہ اس خاص اور اہم ترین مسئلہ پر مخالفین سے مناقشہ بھی کرتے تھے۔

شیخ البانی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: ایک مناقشہ (مباحثہ) میرے اور ایک اسلامی قلم کار کے مابین وقوع پذیر ہوا جو کتاب و سنت کی پیروی میں ہمارے ساتھ متفق تھا (مگر سلفی کہلانے میں کچھ تذبذب کا شکار تھا)۔ اور میں طالب علم بھائیوں سے یہ تمنا رکھتا ہوں کہ وہ اس مباحثہ کو یاد کر لیں کیونکہ اس کے نتائج بہت اہم ترین ہیں۔

میں نے اس شخص سے کہا، اگر کوئی آپ سے سوال کرے کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو آپ کا کیا جواب ہو گا؟

اس نے جواب دیا: (میرا جواب ہو گا کہ) میں مسلمان ہوں۔

شیخ البانی: یہ جواب غلط ہے، اس نے پوچھا کیوں غلط ہے! میں نے کہا اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کا دین کیا ہے؟ تب آپ کا کیا جواب ہو گا؟

سائل: (میں کہوں گا کہ) میں مسلمان ہوں۔

شیخ البانی: پہلی بات یہ کہ میں نے آپ سے آپ کا دین نہیں پوچھا تھا میں نے پوچھا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے، ایسا تھا کہ نہیں (صحیح)

دوسری بات کہ آپ جانتے ہیں کہ آج دنیا میں مسلمانوں کے کئی مذاہب ہیں، اور آپ ہمارے ساتھ موافق ہوں کہ ان میں سے بعض کا تو مطلقاً اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں، جیسے دروز، اسماعیلی، علوی اور جیسے دوسرے، مگر یہ سب اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ بھی کچھ فرقے ہیں جنہیں ہم سابقہ مذکورہ فرقوں کی طرح تو نہیں کہتے کہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں، لیکن بلاشبہ یہ ان گمراہ فرقوں میں تو شمار ہوں گے جو بہت سی باتوں میں کتاب و سنت سے خارج ہو چکے ہیں جیسے معتزلہ، خوارج، مرجیہ، جبریہ اور ان جیسے دوسرے۔ تو آپ کا کیا کہنا ہے یہ سب آج موجود ہیں کہ نہیں؟

سائل (جی) موجود ہیں۔

شیخ البانی: اگر ہم ان (مذکورہ بالا گمراہ فرقوں) سے پوچھیں کے آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو وہ بھی محتاط روش اپناتے ہوئے آپ کے جواب کا سا جواب دیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔

سائل: میں کہوں گا کہ میرا مذہب کتاب و سنت ہے۔

شیخ البانی: میں کہتا ہوں یہ جواب بھی ناکافی ہے۔

سائل: کیوں!

شیخ البانی: کیونکہ جن جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کہ وہ بھی (گمراہ ہونے کے باوجود) اپنے آپ کو مسلمان کہلاواتے ہیں، ساتھ ہی ان میں سے کوئی نہیں کہتا کہ میں کتاب و سنت پر نہیں (بلکہ سب کا یہی دعوی ہے کہ ہم کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں)۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایک اور ضمیمے کا اس میں اضافہ کریں، آپ کی کیارائے ہے کہ ہم آج کتاب وسنت کی کسی نئے فہم پر اعتماد کریں گے یا پھر لازم ہے کہ ہم ان کے فہم کے سلسلے میں اس چیز پر اعتماد کریں گے جس پر سلف صالحین تھے؟

سائل: بالکل لازمی ہے (کہ ہم فہم سلف صالحین پر اعتماد کریں)

شیخ البانی: کیا آپ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب والے جو اسلام کے دعویدار ہیں مگر اسلام سے خارج ہیں یا پھر جو ابھی تک دائرہ اسلام میں تو ہیں مگر بعض اسلامی احکام میں گمراہ ہیں وہ آپ کے، میرے اور ہمارے ساتھ اس قول کے قائل ہوں کہ ہم کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین پر قائم ہیں؟

سائل: نہیں، وہ اس بات میں تو (ہرگز) ہمارے ساتھ نہیں۔

شیخ البانی: کیا عربی زبان میں ایسا کوئی کلمہ موجود نہیں جو ان تمام باتوں یعنی "مسلم" "کتاب وسنت پر منہج سلف صالحین کے مطابق" کی طرف اشارے کو ہمارے لئے جمع کردے، کیا ایسا کوئی کلمہ موجود نہیں جو ہمیں ان تمام کلمات (کو دوہرانے) سے مستغنی کردے جیسا کہ "انا سلفی" (میں سلفی ہوں)

اس (سائل) نے کہا واقعی ایسا ہی ہے، اور وہ نادم ہو گیا۔ پس یہ تھا جواب اگر کوئی آپ پر اعتراض کرے کہ سلفی نہیں کہلانا چاہیے، تو آپ کو چاہیے کہ یہ سارا مباحثہ اس کے ساتھ کر گزریں کہ وہ آپ سے کہے گا میں مسلمان ہوں پھر......یہی سارا مباحثہ جاری رہے گا۔ ہر سوال کا جواب دیتے جائیں یہاں تک کہ وہ سلفی اسلامی کے درجہ تک پہنچ جائے۔

(مسلمان کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ سلفی منہج، صفحہ 65تا68)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا یہ مناقشہ ان لوگوں کا بہترین رد ہے جو خود کو کسی جماعتی یا مسلکی نام سے موسوم کئے بغیر ہی قرآن و سنت کی دعوت پھیلانے کے متمنی ہیں۔ مذکورہ بالا مباحثے سے کوئی شخص اس غلطی فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ یہ تو سلفی کہلاوانے کی دلیل ہے نا کہ اہل حدیث کہلاوانے کی۔ جماعت المسلمین کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمد اللہ میں سلفی اور اہل حدیث ہوں۔ (الفرقۃ الجدیدۃ، صفحہ 189)

تنبیہ: یاد رہے کہ اہل حدیث کو ہی اہل سنت، سلفی، محمدی، اثری اور طائفہ منصورہ وغیرہ کہا جاتا ہے اور یہ ایک ہی جماعت کے مختلف نام ہیں جو کہ ہم معنی ہیں۔ تفصیل ودلائل ملاحظہ ہو:

مولانا عبد الغفار محمدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: لفظ اہل سنت کا مطلب ہے کہ محمد ﷺ کی باتوں کو ماننے والا، گویا مسلم، مسلمان،

محمدی، اہل سنت، اہل حدیث اسی طرح اثری (اثر حدیث رسول کو بھی کہا جاتا ہے یعنی حدیث نبوی کو ماننے والا) یہ سب ایک ہی مفہوم کے الفاظ ہیں۔ (حنفیوں کے 350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ 268)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی صفاتی نام ہیں جن سے ان کو پکارا جاتا ہے۔ مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث، سنی، محمدی المذہب، حزب اللہ وغیرہ۔ (مقدمہ الفرقۃ الجدیدۃ، صفحہ 14)

جماعت اہل حدیث کے مختلف صفاتی ناموں میں سے چند کی تفصیل ملاحظہ ہو:

۱۔ اہل سنت:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ صرف اور صرف اہل حدیث کو ہی اہل سنت قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں: یہ تمام باتیں اہل سنت کے ساتھ ان کے تعصب اور ان کے غیظ وغضب کے باعث ہیں، حالانکہ ان کا تو صرف ایک نام اہل حدیث ہے۔

(غنیۃ الطالبین، صفحہ 191)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال القاضی عیاض انما اراد احمد اهل السنة والجماعة ومن یعتقد مذهب اهل الحدیث"

یعنی قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کی مراد اہلسنت والجماعت سے وہ جماعت مراد ہے جو (عملی اور) اعتقادی طور پر مذہب اہل حدیث پر گامزن ہے۔

(شرح صحیح مسلم، صفحہ 143، جلد 2)

۲۔ سلفی:

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اہل حدیث کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ جرابوں پر مسح جائز ہے.... یہ شرائط قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ بعض سلف صالحین سے ثابت ہیں اور ہم کتاب و سنت کو سلف صالحین کے فہم سے ہی سمجھتے ہیں لہٰذا ہمیں ان دونوں شرطوں کا اقرار ہے۔ (فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام، جلد 1، صفحہ 682)

چونکہ لفظ سلفی بھی سلف صالحین کی طرف نسبت ہے جیسا کہ علامہ سمعانی نے لفظ سلفی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مذہب سلف کی طرف منسوب ہے۔ (الانساب، جلد 2، صفحہ 167)

یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ سلفیوں کا منہج بھی بعینہ وہی ہے جو زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اہل حدیث کا بیان کیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ سلفی اور اہل حدیث ایک ہی جماعت کے دو مختلف نام ہیں۔

رانا محمد شفیق خاں پسروری حفظہ اللہ لفظ اہل حدیث اور سلفی کو ایک ہی جماعت کے لقب قرار دیتے ہوئے رقم کرتے ہیں: اسی طرح ہر اہل حدیث کا اصل نام مسلمان مسلم ہی ہے مگر وہ کئی القاب سے ملقب ہے۔ یعنی اہل حدیث، اہل السنۃ، اہل الاثر، سلفی، محمدی وغیرہ۔ (لقب اہل حدیث، صفحہ 89)

مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: یہ صاف اور صریح دلیل ہے کہ اہل حدیث اور سلفی لوگوں کے لئے لقب محمدی کہاجانا تابعین، تبع تابعین کے دور میں تھا) حنفیوں کے350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ317)

اس عبارت سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ سلفی اور اہل حدیث باہم مترادف الفاظ ہیں اور یہ دونوں الفاظ ایک ہی جماعت کے لئے بولے جاتے ہیں۔

۳۔اثری:

امام سمعانی نے اپنی معروف تصنیف "کتاب الانساب" میں مادہ الاثری کے تحت لکھا ہے:"هذه النسبة الى الاثر يعنى الحديث و اهله و اتباعه و انتسب بهذه النسبة ابو بكر سعد بن عبدالله بن على الاثرى الطوفى المولود سنه 413ه المتوفى 490ه"

یعنی امام ابو بکر المتوفی 490ھ اپنے کو مذہب اہل حدیث کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اثری کہلاتے تھے، کیونکہ اثری کا مفہوم یہ ہے کہ حدیث کی پیروی و اتباع کرنے والا۔ (الانساب سمعانی، ص114، ج1)

۴۔محمدی:

محمد بن عمر الداودی رحمہ اللہ امام الحافظ المفید محدث ابن شاہین رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: وکان اذا ذکرلہ مذہب احد، یقول: انا محمدی المذہب۔(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، 988/923)

یعنی جب اس سے کسی کے مذہب کا ذکر ہوتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میں محمدی المذہب ہوں۔

مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ بیان فرماتے ہیں: اثری۔ سلفی۔ محمدی۔ اہل حدیث۔ اہل سنت ایک ہی مفہوم کے مختلف الفاظ ہیں۔

(حنفیوں کے350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ301)

مولانا ابویاسر حفظہ اللہ لکھتے ہیں: محمدی سے مراد اہل حدیث اور مقلد سے مراد حنفی ہے۔(حنفیوں کے350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ9)

مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ مزید فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دوسری صدی میں تمام اہل حدیث ائمہ اور عوام کو محمدی کہنے کا رواج عام تھا۔

(حنفیوں کے350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ316)

۵۔طائفہ منصورہ:

قاضی عیاض رحمہ اللہ سے جب لاتزال طائفۃ من امتی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ(طائفہ منصورہ) وہ لوگ ہیں جو اہل حدیث کے مسلک پر چلتے ہیں۔(شرف اصحاب الحدیث)

مذکورہ بالا مضبوط دلائل کے بعد کسی بھی ذی ہوش کے لئے لاتعداد گمراہ فرقوں کے درمیان اپنی پہچان کے لئے ایک صفاتی

نام کی ضرورت اور اہمیت سے انکار ہر گز ممکن نہیں لیکن اس کے باوجود بھی موجودہ زمانے میں ایسے لوگوں کا ظاہر ہونا بلاشبہ حیرت کا باعث ہے جو نہ صرف کسی خاص صفاتی نام کی ضرورت کے سرے سے منکر ہیں بلکہ اس قبیح عمل کو ایک بہترین حکمت عملی کے طور پر فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے بیمار خیالات کے رد میں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا ایک اور قیمتی حوالہ پیش خدمت ہے جس سے بھانت بھانت کے فرقوں کے درمیان ایک خاص صفاتی نام کے ذریعے اپنی پہچان اور تعارف کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا اسی مضمون پر مشتمل ایک مباحثہ نقل کیا گیا ہے۔لیکن ہم نے ضروری سمجھا کہ ایک مرتبہ پھر اسی سے ملتا جلتا ایک اور اقتباس البانی رحمہ اللہ کے ایک اور مضمون بنام "سلفی" کیا اسلام میں نیا فرقہ ہے؟ سے پیش کیا جائے تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ یہ مسئلہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ علمائے سلف اس پر فکر مند رہتے تھے اور اسے اپنی تقریروں اور تحریروں میں بار بار بیان کرتے تھے۔

ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضروری ہے کہ اس وقت ایسی خوبصورت اور پر کشش نسبت ہونی چاہیے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کر دے فقط خود کو مسلم کہہ دیا یا میرا دین اسلام ہے کہہ دینا کافی نہیں کیونکہ تمام فرقے یہی دعویٰ کرتے ہیں مثلاً رافضی، رباضی، قادیانی اور دیگر فرقے پس تمہیں کون سی چیز ان سے ممتاز کرے گی؟

اگر آپ کہیں میں فقط کتاب و سنت کو ماننے والا مسلم ہوں تو یہ بھی کافی نہیں کیونکہ اشاعرۃ، ماتریدی اور بعض دیگر فرقے کے ماننے والے بھی انھی دو چیزوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ واضح، جلی اور ممتاز کر دینے والا نام یہ ہے کہ بندہ خود کو کتاب و سنت علی منهاج السلف الصالح ماننے والا کہلاوائے اسی کا اختصار یہ ہے کہ میں سلفی ہوں۔") سلفی" کیا اسلام میں نیا فرقہ ہے؟ مترجم: مولانا عبد الوکیل ناصر، دوماہی مجلہ الصراط کراچی، جولائی تا اگست 2005، صفحہ 44)

خیالی باتیں کرنا تو بہت آسان ہے لیکن عملی میدان میں کوئی شخص یہ کہکر ہر گز جان نہیں چھڑا سکتا کہ وہ مسلمان ہے یا قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا ہے جب تک کہ وہ اپنا مسلک صحیح صحیح بیان نہ کر دے۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اہل حدیث کے اکابر سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: میں آج کی بات آپ کو بتاتا ہوں ہم سے بسا اوقات پوچھا جاتا ہے کہ صاحب آپ کس مسلک کے ہیں؟ ہم ان کو یہی جواب دیتے ہیں کہ بھائی ہم مسلمان ہیں لیکن وہ پھر بول پڑتے ہیں کہ صاحب مسلمان تو ہم سب ہیں لیکن آپ کس مسلک کے پیرو ہیں؟ دو تین بار کے اس سوال و جواب کے بعد جب ان کو یہ

جواب دیا جاتا ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں تو وہ پھر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہیں ان کے سوال کا جواب مل گیا۔بس یہی وجہ تھی اور ہے کہ ہم اس لقب مبارک کو اپنائے ہوئے ہیں۔(لقب اہل حدیث، صفحہ212)

محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی طرح ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف تھا جسے انہوں نے بارہا بیان فرمایا کہ آج کے دور میں یہ ہر گز کافی نہیں کہ کوئی شخص اپنی مسلکی پہچان کو ظاہر کئے بغیر صرف یہی بتانے پر اکتفاء کرے کہ وہ مسلمان ہے یا قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا اور اس کی طرف دعوت دینے والا ہے۔چناچہ البانی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے : آجکل محض یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ہم صرف قرآن وسنت پر عمل پیرا ہیں اور اسکی طرف دعوت دیتے ہیں۔(مسلمان کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ سلفی منہج، صفحہ29)

بالفرض اگر احساس کمتری میں مبتلا کچھ لوگوں کی بات مان لی جائے اور دعوتی حکمت عملی کے طور پر اپنی مسلکی پہچان چھپانے کو جائز اور صحیح قرار دے دیا جائے صرف اس لئے کہ مخالفین اہل حدیث کا نام سننا نہیں چاہتے اور یہ نام دعوت میں روکاوٹ کا باعث بنتا ہے تو بات یہیں تک محدود نہیں رہے گی بلکہ جس طرح آج اسلام اور مسلمانوں کو تسلسل کے ساتھ دنیا بھر میں بدنام کیا جارہا ہے اور کافی حد تک اہل کفر اس میں کامیابی بھی حاصل کر چکے ہیں۔ان نازک اور خراب حالات میں کوئی بدبخت یہ حکمت عملی بھی پیش کرے گا کہ کافروں کو اسلام کی دعوت تو دی جائے لیکن چونکہ وہ مسلمانوں کا نام سننا پسند نہیں کرتے اس لئے اپنا مسلمان ہونا دعوتی حکمت عملی کے تحت ان پر ظاہر نہ کیا جائے۔یہ اس قدر گھٹیا بات ہے کہ ایک عام مسلمان بھی اس کی قباحت اور شناعت کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اس عمل کو کسی قیمت پر بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

ایسے ہی فاسد خیالات کی مذمت کرتے ہوئے عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں :اگر یہ حجت ہے تو آج عالم کفر اسلام کا نام سننا پسند نہیں کرتا،یہ بھی روکاوٹ ہوگی اس سے بڑھکر اللہ پاک کا فرمان ہے:جب صرف ایک اللہ کا زکر کیا جائے صرف ایک اللہ کا نام لیا جائے تو ان لوگوں کے دل سکڑ جاتے ہیں، تنگ ہو جاتے ہیں۔یہ ایک اللہ کا نام سننا پسند نہیں کرتے اور جب ان کے بتوں کا زکر ہو،لات ومنات وعزیٰ کا زکر ہو تو پھر یہ خوش ہوتے ہیں۔تو پھر کیا مصلحت دعوت کی خاطر یہ چاہو گے کہ اللہ کا نام بھی نہ لیں تاکہ لوگوں کو قریب کریں۔یہ قریب کرنے کا کونسا طریقہ ہے کہ اللہ کا نام بھی نہ لیں۔خودساختہ ایک بیمار عقل کی بیمار سوچ ہے۔یہ دنیا اللہ کے پیارے پیغمبر کا نام سننا پسند نہیں کرتی تو کیا مصلحت دعوت کی خاطر اسلام کو اڑادوگے؟ نہیں! دعوت دین ایک ایسی چیز ہے جو کسی دینی قاعدہ سے تنازل کو برداشت نہیں

کرتی۔کچھ مان لو کچھ منوالو، کچھ لے لو کچھ دے دو۔یہ تمہارے سیاسی چکر ہیں تمہاری دکانداریاں چمکانے کے چکر ہونگے ہم اس طرح دعوت دین نہیں جانتے۔یہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے کہ:

میں نے میدان محشر میں جو اللہ نے مجھے منظر دکھایا تو ایسے انبیاء دیکھے کہ ان کے ساتھ کوئی کھڑا نہیں تھا بلکہ اکیلے کھڑے تھے پوری زندگی گزار دی ایک شخص نے دعوت قبول نہیں کی،میں پوچھتاہوں یہ ناکامی ہے یا کامیابی؟لوگ کہیں گے ناکامی لیکن میرا دین یہ کہتاہے کہ یہ کامیابی ہے۔اس نبی نے کوئی سودا نہیں کیا۔یہ لوگوں کو اکھٹا کرنا لوگوں کو جمع کرنا یہ کمال نہیں ہے۔یہ دین کسی مداری کا کھیل نہیں ہے کہ ڈگڈگی دکھائیں اور لوگ جمع ہو جائیں۔راہ حق پر چلنے والے تھوڑے ہوتے ہیں ان کی قلت کو دیکھ کر گھبرانا مت۔اور بربادی کی راہ پر چلنے والے بہت ہوتے ہیں۔ان کی کثرت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔(موضوع تقریر: کیا لفظ اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے؟)

جب کافروں کو اسلام کی دعوت دینے کی خاطر کسی بھی مسلمان کیلئے اپنی دینی و مذہبی شناخت چھپانا ایک ناقابل برداشت اور شرمناک فعل ہے تو اہل بدعت کو دعوت دینے کے لئے اپنی جماعتی اور مسلکی شناخت چھپانا کیونکر قابل برداشت ہے؟ جب پہلا عمل ناجائز ہے تو دوسرا اسی طرح کا عمل جائز کیوں؟ انتہائی قابل غور بات ہے کہ سلفی اور اہل حدیث جیسی نسبتوں کے انکار کو علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے براہ راست اسلام کا انکار قرار دیاہے۔بات ہے بھی صحیح کیونکہ اسلام کی صحیح ترین شکل صرف اور صرف اہل حدیث کے پاس ہے پھر اس نسبت سے انکار اسلام کا انکار کیوں نہ قرار پائے!!! جبکہ دیگر فرقوں کے پاس اسلام کے نام پر جو کچھ ہے وہ ملاوٹ شدہ ہے جسے اسلام کے علاوہ اور کوئی بھی نام دیا جاسکتاہے۔ناصر الدین البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: مگر بہت سے مدعیان علم یہ گمان کرتے ہیں کہ اس کلمہ کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہے لہٰذا وہ اس نسبت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی بھی مسلم کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود کو سلفی سلفی کہے تو گویا اس کا معنی یہ ہوا کہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ عقیدہ و عبادت اور سلوک میں خود کو سلف صالحین کا متبع کہے۔بے شک اس طرح کا بالقصد انکار کرنے سے اس صحیح ترین اسلام سے براءت کا اظہار ہوتا ہے جو کہ سلف صالحین سے منقول ہے۔"سلفی" کیا اسلام میں نیا فرقہ ہے؟ (مترجم: مولانا عبدالوکیل ناصر، دوماہی مجلہ الصراط کراچی، جولائی تا اگست 2005، صفحہ 43)

یادرہے کہ سابقہ سطور میں یہ بات بادلائل ثابت کی جاچکی ہے کہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اہل حدیث اور سلفی

مترادف الفاظ ہیں کیونکہ وہ خود اپنے اہل حدیث اور سلفی ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔اسکے علاوہ انہوں نے اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ کی جلد اول صفحہ 539 تا548 پر **من ھی الطائفۃ الظاھرۃ المنصورۃ** کے عنوان سے "اہل حدیث" کے لقب اور فضائل پر جامع بحث بھی کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی آپس میں مختلف فرقوں میں بٹ جائیں گے۔یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یہ تمام فرقے بشمول فرقہ ناجیہ کے سب اپنی الگ شناخت اور نام رکھتے ہیں یہ ایسی روشن حقیقت ہے جس سے صرف وہی شخص انکار کرے گا جس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔جو شخص حق کے انکار کا پختہ ارادہ کر چکا ہو وہی گمراہ فرقوں کے درمیان مسلکی پہچان کی ضرورت کا انکار کرے گا وگرنہ مسلکی پہچان رکھنے کی ضرورت وہ اٹل حقیقت ہے جس پر امت مسلمہ شروع سے عمل پیرا ہے اور سلف صالحین کا عمل اس پر دال ہے۔اہل حق کی مسلکی پہچان لفظ اہل حدیث سے قائم ہے اور اہل حدیث نام پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں: لہٰذا معلوم ہوا کہ "اہل حدیث" نام کے جائز و صحیح ہونے پر ائمہ مسلمین کا اجماع ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امت مسلمہ گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی۔(فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام، جلد دوم، صفحہ 29)

پس معلوم ہوا کہ بعض الناس کا اہل حدیث نسبت سے انکار دراصل اجماع کا انکار ہے۔سلف صالحین کا مسلکی پہچان کے لئے اہل حدیث نسبت اختیار کرنا اسکا اعلان کرنا اور اس خاص نسبت کے ساتھ لوگوں کو اپنے منہج و مسلک کی طرف دعوت دینا بلا انکار اور تواتر سے ثابت ہے۔یہ اس بات کا روشن ثبوت بھی ہے کہ سلف صالحین نہ تو اپنی مسلکی شناخت کو چھپاتے تھے اور نہ ہی کسی مصلحت کے تحت ان سے اس مبارک نسبت کا انکار ثابت ہے بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے، لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سلف صالحین کا اہل حدیث نسبت نہ چھپانے اور اس نسبت سے انکار نہ کرنے پر اجماع و اتفاق تھا۔اجماع کی تعریف حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ اس طرح فرماتے ہیں: جو مسئلہ یا بات سلف صالحین کی ایک جماعت سے ثابت ہو اور اس کے مقابلے میں اسکی مخالفت یا رد ثابت نہ ہو تو اسے اجماع سکوتی کہا جاتا ہے) وما کان ربک نسیا (اگر کوئی اختلاف ہوتا تو ہم تک ضرور پہنچتا۔ہمارے کلام میں اجماع کے حجت ہونے سے مراد یہی اجماع ہے۔)

مقالات، جلد دوم، صفحہ 113)

ضروریات دین کے انکار سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے لئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں کہ وہ مسلمان ہو کر ضروریات دین کو موضوع بحث بنائے، بالکل اسی طرح امت کے وہ اجماعی مسائل جن کا تعلق ضروریات دین

سے نہیں اس طرح کے مسائل میں بھی کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان مسائل میں بحث کرے چہ جائیکہ ان کا انکار ہی کر بیٹھے۔حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن مسائل پر امت کا اتفاق ہو مگر وہ ضروریات دین میں داخل نہیں ان کے انکار سے اس وقت تک ایک مسلمان معذور ہو سکتا ہے جب تک اس کو علم نہ ہو، علم کے بعد پہلی قسم (ضروریات دین) کی طرح ان کو بھی زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔(مقالات محدث گوندلوی، صفحہ 62)

معلوم ہوا کہ امت کے اجماعی مسئلہ میں نہ تو بحث کرنا جائز ہے اور نہ اس کا انکار درست ہے اور سابقہ سطور میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ مسلکی نسبت رکھنا اور اس کا فخریہ اعتراف امت کے اجماعی مسائل میں سے ایک ہے۔ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیے جو امت کے اس اتفاقی مسئلہ کو اپنی خود ساختہ حکمت عملی کی بھینٹ چڑھا کر اختلافی مسئلہ بنانے کی نامراد سعی کر رہے ہیں۔انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اپنا جماعتی و مسلکی نام چھپا کر یا اس کا انکار کر کے سلف صالحین کے اس اجماع کی کھلی اور صریح مخالفت کرنے والے لوگ منہج سلف سے وابستگی کے اپنے دعوے پر کاذب ہیں۔

اہل حدیث تو وہ شاندار لقب ہے کہ اس لقب سے نسبت پر مسلمان ہمیشہ سے بجا طور پر فخر کرتے رہے ہیں برخلاف موجودہ دور میں پیدا ہونے والے بیمار خیالات کے حامل اور احساس کمتری میں مبتلا کچھ افراد کے جو اپنی مسلکی شناخت چھپا کر عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں مصروف ہیں۔ رانا محمد شفیق خاں پسروری حفظہ اللہ فرماتے ہیں :اصحاب رسول، تابعین، تبع تابعین، اامان دین تمام ملقب بہ اہل حدیث تھے۔اور اس لقب سے ملقب ہونا باعث فخر جانتے تھے۔ (لقب اہل حدیث، صفحہ 119)

اس قابل فخر نسبت سے انکار کچھ لوگوں کی بدنصیبی ہی کہی جاسکتی ہے۔

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ عظیم الشان لقب رکھنے والے مسلمانوں کا تعارف کرواتے ہوئے رقم طراز ہیں: نبی کریم ﷺ کی حدیث پر دل سے ایمان لانے، قولاً و فعلاً تسلیم کرنے اور اس کی روایت و تبلیغ کرنے والوں کا عظیم الشان لقب اہل حدیث اور اہل سنت ہے۔

(ماہنامہ الحدیث، شمارہ نمبر 88، ستمبر 2011، صفحہ 8)

مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ اپنے اہل حدیث ہونے پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل حدیث سچا مذہب ہے ہمیں فخر ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔(حنفیوں کے 350 سوالات اور ان کے مدلل جوابات، صفحہ 331)

عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ ایک انوکھے انداز سے اہل حدیث کی مبارک نسبت سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے

ہیں :اگر جائز ہوتا تو میں اپنی اولاد کو وصیت کر کے جاتا کہ میری قبر پر میرے کفن پر اہل الحدیث لکھنا۔(موضوع تقریر: کیا لفظ اہل حدیث دعوت دین میں روکاوٹ ہے؟)

تنبیہ: شیخ کے اس قول کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اہل حدیث لکھنا جائز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبر اور کفن پر کچھ لکھنا جائز نہیں۔

بجائے فخر کے بعض لوگ مسلکی نسبتوں سے اتنے الرجک رہتے ہیں کہ اہل حدیث جیسی مبارک شناخت چھوڑ کر اپنا تعارف مسلم اور مسلمان کہہ کر کرواتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حافظ زبیر علی زئی رقم کرتے ہیں: بعض لوگ "اہل حدیث" نام سے بہت چڑتے ہیں اور عوام الناس میں یہ مشہور کرنے کی سعی نامراد کرتے ہیں کہ "یہ نام فرقہ وارانہ ہے چونکہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان ہی کہلانا چاہیے"۔

(فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام، جلد دوم، صفحہ 35)

اہل کفر کے بالمقابل مسلم لقب ہی ایک مسلمان کی اصل پہچان ہے اور کافروں کے سامنے جب بھی کسی مسلمان کو تعارف کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ خود کو مسلم کہہ کر ہی اپنا تعارف کرواتا ہے۔لہٰذا اہل کفر کے مقابلے میں تو لفظ مسلم یا مسلمان سے تعارف بالکل درست بلکہ ناگزیر ہے لیکن مسلمانوں کے مابین مسلم یا مسلمان کے نام سے اپنا تعارف کروانا انتہائی نامناسب حرکت ہے کیونکہ جب امت مسلمہ کا ہر شخص چاہے وہ کسی بھی گمراہ فرقے سے تعلق رکھتا ہو مسلم ہونے کا دعویدار ہے تو کسی شخص کا خود کو مسلم یا مسلمان کہہ کر اپنا تعارف پیش کرنے سے سامنے والے پر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ خود کو مسلمان کہنے والا اپنے علاوہ تمام لوگوں کو کافر سمجھتا ہے ظاہر ہے اس سے مسلمانوں کے مابین نفرت اور دشمنی فروغ پاتی ہے اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

امت مسلمہ کے مابین مسلم ، مسلمان اور جماعت اسلامی جیسے عام ناموں کے استعمال کے بارے میں حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی گروہ کو یہ جائز نہیں کہ عام نام استعمال کرے، صرف کفار کے مقابلہ میں اس نام کو استعمال کرنا چاہیے۔(مقالات محدث گوندلوی، جلد اول، صفحہ 253)

ان عام ناموں سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت بھی خود محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے چناچہ لکھتے ہیں: یہ نام اسلامی جماعت، مسلم یا مسلمان وغیرہ عام ناموں سے جو اسلام کے ہم معنی ہیں الگ ہوگا۔(مقالات محدث گوندلوی، جلد اول، صفحہ 252)

اگر کوئی اسلامی فرقہ یا فرد واحد مسلمانوں میں خود کو مسلم اور اپنے فرقہ کو اسلامی فرقہ کہتا ہے تو وہ گویا دوسرے مسلمانوں پر طعن اور تشنیع کرتا ہے اور اپنے سوا دوسرے لوگوں کے مسلمان ہونے کی نفی کرتا ہے۔محمد گوندلوی رحمہ اللہ اسی مسئلہ کی

وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: اب کوئی فرقہ اگر کسی خصوصیت کو لے کر اٹھتا ہے جو دوسرے فرقوں سے اس کو ممتاز کرے تو اس صورت میں عام نام سوائے منفی معنی کے کچھ مفہوم نہیں رکھتا ہے۔ پس اس صورت میں کسی نئے فرقہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی جماعت کو اسلامی جماعت کے نام سے موسوم کرے، پس جو فرقہ اپنی جماعت کا نام اسلامی جماعت رکھتا ہے وہ دراصل اپنے سوا باقی فرقوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے۔

(مقالات محدث گوندلوی، جلد اول، صفحہ 256)

مزید فرماتے ہیں: پس کوئی فرقہ گروہ بندی کی حیثیت سے اپنے آپ کو نہ مسلم کہلا سکتا ہے، نہ اپنی جماعت کو اسلامی جماعت سے مشہور کر سکتا ہے۔

(مقالات محدث گوندلوی، جلد اول، صفحہ 253)

یہ بھی یاد رہے کہ امت مسلمہ میں کوئی مسلمان اسلامی فرقوں سے ہٹ کر اپنی انفرادی پہچان نہیں رکھتا بلکہ چاہے وہ باطل پرست ہو یا حق پرست، لازمی طور پر اپنے مخصوص عقائد و اصول اور مخصوص منہج کی بنا پر کسی نہ کسی مسلک سے جڑا ہوتا ہے اگرچہ وہ زبانی کسی بھی فرقے سے نسبت یا تعلق پر انکار ہی کیوں نہ کرتا ہو لیکن اس کا مذہبی رجحان بذات خود اس کے مخصوص مسلک کا تعارف و ترجمان ہوتا ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے امت مسلمہ کے 73 فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی خبر دی۔ پس اب اگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا تعلق کسی مخصوص مسلک، مذہب، فرقے،، جماعت یا گروہ سے نہیں ہے تو وہ صحیح حدیث کی روشنی میں خود کو امت مسلمہ سے خارج کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کوئی مانے یہ نہ مانے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ چاہے کوئی مسلمان گمراہ ہو یا حق پر، وہ اسلامی فرقوں سے باہر نہیں ہو سکتا۔ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باوجود کفر کے کافر الگ امت نہیں بنتا جیسے بعض اجماعی مسائل جن میں شیعہ و سنی اور خوارج مختلف ہیں، اگرچہ یہ اختلاف اصولی اور شدید ہے مگر سب ایک ہی امت کے فرقے ہیں۔

(مقالات محدث گوندلوی، جلد اول، صفحہ 64)

یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ فرقے افراد سے مل کر بنتے ہیں لہٰذا افراد کا تعلق براہ راست فرقوں سے ہوتا ہے چناچہ بات کو سمجھنا آسان ہے کہ تمام کے تمام مسلمان فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور کوئی بھی مسلمان اسلامی فرقوں سے الگ اپنی کوئی علیحدہ شناخت نہیں رکھتا۔

اہل حدیث کا منہج اور اہل حدیث کی نسبت ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں اور ایک کا انکار لازمی طور پر دوسرے کا انکار ہے۔ اس لئے کسی شخص کا نسبت اور منہج کو الگ الگ تصور کرنا اور

نسبت سے صاف انکار کرکے منہج پر عمل پیرا ہوجانا درست نہیں ہے۔ جیسے اگر کوئی مسلمان اعلانیہ کہتا ہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، تو کیا کوئی اس سے یہ سمجھے گا کہ یہ صرف مسلم کی نسبت سے انکار ہے اسلام سے انکار نہیں یا اگر وہ شخص خود یہ کہے کہ میں اسلام کا انکار نہیں کرتا بلکہ صرف مسلمان کی نسبت سے انکار کرتا ہوں تو کیا اس کا یہ اقرار درست ہوگا؟ ہرگز نہیں! بلکہ ہر سننے والا یہی سمجھے گا کہ اس شخص کا مسلمان ہونے سے انکار دراصل اسلام کا انکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم یا مسلمان کا اسم یا نسبت لازمی طور پر اسلام کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جسے کسی دلیل سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل حدیث نسبت کا انکار اصل میں اہل حدیث کے منہج کا انکار اور نتیجتاً اس خالص اور صحیح ترین اسلام کا انکار ہے جس پر اہل حدیث گمراہ فرقوں کے درمیان گامزن ہیں۔ اور یہی غیر ملاوٹ شدہ دین اہل حدیث کی ادیان باطلہ کے مابین امتیازی پہچان بھی ہے۔

مضمون کے آخر میں عرض ہے کہ یہ بات تواتر اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت ہے کہ ہر زمانے اور ہر دور میں حق صرف اور صرف اہل حدیث کے پاس رہا ہے اور قرآن وسنت پر فہم سلف صالحین کی روشنی میں عمل کا اعزاز بھی ہمیشہ سے بلا شرکت غیرے جماعت اہل حدیث کو ہی حاصل رہا ہے۔ اب وہ لوگ جو سلف کے منہج سے ہٹ کر اہل حدیث کے علاوہ کوئی اور پہچان یا شناخت یا تعارف یا نسبت رکھتے ہیں یقیناً گمراہ ہیں۔ محدث زماں ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا عقیدہ تھا کہ جو شخص سلفی منہج پر نہیں وہ راہ حق سے ہٹا ہوا ہے، فرماتے ہیں: میرا اعتقاد ہے کہ جس شخص کا منہج سلفیت نہیں وہ حق سے منحرف ہے۔

(الفرقۃ الجدیدۃ، صفحہ 189)

اور دور حاضر کے احساس کمتری کا شکار وہ کم عقل لوگ جو اہل حدیث کے منہج اور اصول وعقائد پر کاربند ہیں لیکن خود کو کسی خود ساختہ مصلحت کے تحت اہل حدیث نہیں کہتے اور جان بوجھ کر اپنی شناخت اور پہچان چھپاتے ہیں دھوکے باز ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ دغابازی اور دھوکہ دہی کے ذریعے وہ دین ومسلک کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے بلکہ الٹا مسلک اہل حدیث کے نقصان کا باعث بن رہے ہیں کیونکہ بقول عبداللہ ناصر رحمانی: شر کے راستے کبھی خیر نہیں آسکتی۔

❊ ❊ ❊

فضائل و حقوق النبی ﷺ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر جسٹس عبد المحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ
نے 03-ربیع الثانی-1436 کا خطبہ جمعہ "فضائل و حقوق سرکارِ دوعالم ﷺ" کے عنوان پر ارشاد فرمایا، جس میں انہوں نے نبی ﷺ کی شان اور فضائل کیساتھ ساتھ حقوق کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیے، اور پھر گستاخ رسول کے بارے میں بتلایا کہ وہی بے نام و نشان رہے گا، دوسرے خطبہ میں شاہ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کا ذکر کیا اور انکے لئے دعائے مغفرت فرمائی، پھر نئے خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز آل سعود حفظہ اللہ کیلئے بھی دعائیں فرمائیں۔

پہلا خطبہ:

إن الحمد لله...

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، ہم اسکی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلبگار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی و بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت عنائت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسکا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے اسکا کوئی بھی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپکی آل

اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، اور سلامتی فرمائے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

تقوی الہی ایسے اختیار کرو جیسے تقوی اختیار کرنے کا حق ہے؛ کیونکہ نعمتیں ہدایت والے راستے میں ملیں گی، اور من مانی بد بختی کا باعث ہے۔

مسلمانو!

اللہ تعالی کے احسانات بہت بڑے اور عظیم ہیں، اور اللہ تعالی کی بڑی نعمتوں میں یہ شامل ہے کہ اس نے رسولوں کو معرفتِ الہی، اور وحدانیت کے داعی بنایا، انبیاء خالق و مخلوق کے درمیان اوامر ونواہی بیان کرنے کیلئے واسطہ اور سفیر ہیں: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ} اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں [یہ دعوت دیکر] رسول بھیجے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اور طاغوت سے بچیں۔ [النحل:36]

سعادت و فلاح؛ دنیاوی ہو یا اخروی رسولوں کے ذریعے ہی ممکن ہے، اچھے برے میں تفصیلی فرق اُنہی سے ملتا ہے، حصولِ رضائے الہی صرف انہی کے راستے سے ممکن ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "بندوں کیلئے پیغام رسالت انتہائی ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، لوگوں کو پیغام رسالت کی ہر چیز سے بڑھ کر ضرورت ہے؛ کیونکہ پیغام رسالت کائنات کیلئے روشنی، اور آب حیات ہے، اس لئے اُس دم تک کائنات قائم رہے گی جب تک رسولوں کے آثار باقی رہیں گے، چنانچہ جس وقت رسولوں کے اثرات دنیا سے مکمل طور پر مٹ جائیں گے تو اللہ تعالی علوی اور سُفلی پوری کائنات کو تباہ کر کے قیامت قائم کر دے گا"

اور سب سے افضل ترین نبی ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ ہیں، اس امت کی ترقی و شان و شوکت آپ کی وجہ سے حاصل ہو گی، ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "نیکیوں میں سب سے آگے نکلنے کا شرف اس امت کو اپنے نبی ﷺ کی وجہ سے ہی حاصل ہوا ہے"

آپکی عظمت و شان کی وجہ سے آپکے صحابہ تمام انبیاء کے صحابہ سے افضل تھے، آپکی صدی بہترین صدی ہے، اور اس صدی کو بھی آپ کی وجہ سے فضیلت ملی، اللہ کے فضل کی وجہ سے قیامت کے دن آپکے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔

اس امت کو نبی ﷺ کے ذریعے شرف بخشا گیا، اللہ تعالی نے آپکو ساری مخلوق سے چنا، اور آپکو اولادِ آدم کا سربراہ بنایا، اللہ تعالی نے آپکو ساری مخلوقات پر فضیلت دی، اور آپ نے سب سے افضل بن کر بھی دیکھایا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (بیشک اللہ تعالی نے آلِ اسماعیل سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا، آخر میں مجھے بنی ہاشم سے چنا) (مسلم)

اللہ تعالی نے آپکو شرف بخشتے ہوئے آپکی عمر کی قسم اٹھائی،

اللہ تعالی نے آپکاذکر دیگر انبیاء کی طرح قرآن مجید میں صرف نام لے کر نہیں کیا، بلکہ جب بھی ذکر کیا تو نبوت و رسالت کے ساتھ متصف کر کے نام لیا، اللہ تعالی نے آپکی شرح صدر فرمائی، آپکی لغزشیں بھی معاف فرمادیں، اور آپکی شان بلند فرمائی۔

اللہ تعالی نے اپنے انبیاء سے نبی ﷺ پر ایمان لانے کا پختہ وعدہ لیا، اور فرمایا: {وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا}

اور جب اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی، اللہ تعالی نے (یہ حکم دے کر نبیوں سے) پوچھا؟ "کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟ اور میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟" نبیوں نے جواب دیا: "ہم اس کا اقرار کرتے ہیں" [آل عمران:81]

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "آپ ہی امام اعظم ہیں کہ اگر کسی بھی زمانے میں آپ موجود ہونگے تو آپکی اطاعت دیگر تمام انبیاء کے مقابلے میں واجب ہوگی؛ یہی وجہ تھی کہ آپ نے بیت المقدس میں لیلۃ المعراج کو انبیاء کی امامت فرمائی"

اللہ تعالی نے آپکے ذریعے نبوت و رسالت کا اختتام فرمایا، اللہ تعالی کا فرمان ہے: {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ [الاحزاب:40]

اللہ تعالی نے آپکے ذریعے دین مکمل فرمایا: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا} آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو [بطور] دین پسند کر لیا۔ [المائدۃ:3]

اللہ تعالی نے دینِ محمدی کی حفاظت اور آیات کے ذریعے تائید فرماتے ہوئے آپ پر افضل ترین کتاب نازل فرمائی۔

نبی ﷺ پر ایمان، آپ سے محبت، آپکی تصدیق دین کا بنیادی اصول ہے، رسالتِ محمدی کا اقرار وحدانیت الہی کے اقرار کیساتھ منسلک کیا گیا، اللہ تعالی نے آپکو عرب و عجم، جن و انس سب کیلئے مبعوث بنا کر ارسال فرمایا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا} آپ کہہ دیں: لوگو! بیشک میں تم سب کیلئے اللہ کا رسول ہوں۔ [الأعراف:158]

اللہ تعالی نے آپ کو رحمۃً للعالمین بنا کر بھیجا، ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "یقیناً سارے جہانوں کو آپ کی رسالت کا فائدہ ہوا" جبکہ مؤمنین پر آپ خصوصی رحم کرتے تھے، اللہ تعالی نے فرمایا: { وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ} اور تم میں سے ایمان لانے والوں کیلئے رحمت ہے۔[التوبۃ:61]

آپ نے ہر قسم کے بھلائی والے کام کے بارے میں اپنی امت کو بتلا دیا، اور ہر قسم کے شر سے اپنی امت کو خبر دار بھی کیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:(میری پاس بھلائی کی کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔) (متفق علیہ)

جو شخص نبی ﷺ پر ایمان نہ لائے اور اتباع نہ کرے تو اللہ تعالی نے اسے جہنم کی دھمکی دی اور فرمایا: {وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا} جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان نہ لائے، تو ہم نے کافروں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ [الفتح:13]

اہل کتاب پر بھی آپ ﷺ کی اتباع کرنا واجب ہے، چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:(اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس امت میں سے کوئی یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سنے، اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنمی ہوگا)

لوگوں کو نبی ﷺ پر ایمان لانے کی ہر مکان وزمان، لیل و نہار، سفر و حضر، خلوت و جلوت، اجتماعی و انفرادی ہر حالت میں ضرورت رہی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "لوگوں کو کھانے پینے سے زیادہ انبیاء پر ایمان کی ضرورت ہے، بلکہ سانس لینے سے زیادہ ایمان بالرسل اہم ہے؛ کیونکہ انبیا پر عدم ایمان کی صورت میں آگ ٹھکانہ ہوگی، یہی انجام رسولوں کی تکذیب اور اطاعت گزاری سے روگردانی کرنے والوں کا ہوگا۔

آپ ہی کے ذریعے ہمیں اللہ تعالی نے پاکباز و پارسا بنایا، اور ہمیں وہ کچھ سیکھایا جو ہم نہیں جانتے تھے، فرمانِ باری تعالی ہے: {هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ}

وہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا، ان کی زندگی سنوارتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ یقیناً وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پڑے تھے [الجمعہ:2]

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ہمیں کوئی بھی نعمت ظاہری ہو یا باطنی ملے، اور اس کی وجہ سے ہمیں دینی فائدہ حاصل ہو یا کوئی دینی مصیبت رفع ہو تو اس کا سبب محمد ﷺ ہیں، وہی بھلائی کیلئے رہبر اور اچھائی کیلئے رہنما ہیں۔

نبی ﷺ پر ایمان اتباعِ نبوی سے ہی ممکن ہے، اللہ تعالی کا

فرمان ہے: {مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ} جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریگا اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔[النساء:80]

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم قرآن مجید میں 30 سے زائد بار دیا ہے، اور اطاعتِ نبوی کا اطاعت الہی کے ساتھ اور مخالفتِ نبوی کو مخالفتِ الہی سے ملا کر ذکر فرمایا، اور کامیابی آپکی اطاعت میں ہی پنہاں ہے:

{وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا}

اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا تو وہ عظیم کامیابی پائے گا۔ [الاحزاب:71]

تقوی کا سب سے بڑا، بنیادی اور حقیقی جز ایک اللہ کی عبادت ،اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا }

تمہیں رسول جو کچھ دے اسے لے لو، اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ [الحشر:7]

اطاعتِ نبوی میں ہی انسانی زندگی اور خوشحالی پنہاں ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ} اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو جبکہ رسول تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہارے لیے زندگی بخش ہو۔ [الأنفال:24]

آزمائش آپکی مخالفت کی وجہ سے ہوگی، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ}

جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوجائیں یا انھیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔[النور:63]

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالی ذلیل کردیتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ}

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یقینا یہی لوگ ذلیل ترین ہیں۔ [المجادلۃ:20]

آپکی سنت سے بے رغبتی رسول اللہ ﷺ سے اعلان براءت ہے، آپکا فرمان ہے: "جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں" (متفق علیہ)

نبی ﷺ کا یہ حق ہے کہ اللہ کی عبادت آپ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق کی جائے، من مانے اور خود ساختہ طریقے سے عبادت نہ کی جائے، اور آپ ﷺ کی حدیث کے سامنے کسی کے موقف کی کوئی حیثیت نہیں ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ مردود ہے) مسلم

آپ ﷺ کی محبت دین میں سب سے بڑا واجب ہے، لہذا نبی ﷺ کے ساتھ محبت کیلئے یہی کافی نہیں ہے کہ برائے نام محبت ہو، بلکہ ساری مخلوق سمیت اپنی جان سے زیادہ محبت ہونا لازمی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: (تم میں سے اس وقت تک کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں) متفق علیہ

اسی طریقے سے انسان ایمان کی مٹھاس حاصل کر سکتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (تین چیزیں جس میں پائی جائیں تو وہ حلاوتِ ایمان محسوس کرتا ہے: جس کے نزدیک اللہ اور اسکا رسول دیگر ہر چیز سے محبوب ترین ہوں، انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کیلئے، اللہ تعالی کی طرف ہدایت ملنے کے بعد دوبارہ کفر میں جانا ایسے ہی ناپسند کرے جیسے آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے) متفق علیہ

سچی محبت کا اظہار اتباع سے ہوتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ} [آل عمران:31]

آپ کہہ دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریگا، اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا، اور اللہ تعالی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

آپ سے سچی محبت کرنے والا قیامت کے دن آپ ہی کے ساتھ ہو گا، چنانچہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: "اللہ کے رسول! آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے، لیکن انہیں مل نہیں سکا؟!" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا) متفق علیہ

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ پر اور آپکی شریعت پر ایمان لا کر آپکی خیر خواہی کی جائے، آپکے مقام و مرتبے کا مکمل احترام، اطاعت نبوی پر کاربند رہنا، سنت نبوی کو اپنانا، علم حدیث کو عام کرنا، آپکے احکامات کی تعظیم کرنا، آپ کے چاہنے والوں سے محبت اور مخالفین سے دشمنی رکھنا ضروری ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: (دین خیر خواہی کا نام ہے) [صحابہ کہتے ہیں] ہم نے پوچھا: کس کیلئے؟ تو آپ نے فرمایا: (اللہ کیلئے، کتاب اللہ، رسول اللہ، مسلم حکمرانوں، اور عام مسلمانوں کیلئے) مسلم

آپکی تعظیم وتوقیر دین کی بنیاد اور آپکی بعثت کا مقصد ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (8) لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا}

"بیشک ہم نے آپکو شاہد، مبشر، اور نذیر بنا کر بھیجا [8] تا کہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد و توقیر کرو، پھر صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرو۔" [الفتح:8-9]

حلیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "نبوی حقوق عظیم الشان، معظم و مکرّم اور ہمارے لئے فرض وواجب بھی ہیں، ان کی اہمیت آقا کے اپنے غلام، اور والدین کے اپنی اولاد پر حقوق سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں آپ کے ذریعے اخروی آگ سے بچایا، اور آپکی وجہ سے ہماری روح، بدن، عزت، مال، اہل وعیال دنیا میں محفوظ ہوئے، اللہ تعالی نے ہمیں ہدایت دی، اور ہم نے آپکی اطاعت کی اس طرح ہم جنتوں کے حقدار بنے"

آپ ﷺ کی صحیح ترین قدر آپکے صحابہ کرام نے کی، چنانچہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "اللہ کی قسم! میں بادشاہوں، قیصر وکسری، اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں! اللہ کی قسم! کسی بادشاہ کو اتنی تعظیم اور توقیر نہیں ملتی جتنی محمد کے ساتھی محمد [ﷺ] کو دیتے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ [ﷺ] جب تھوکتے تو وہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرتا، اور وہ اسے اپنے چہرے سمیت پورے جسم پر مل لیتا، اور جب نبی [ﷺ] انہیں کسی کام کا حکم دیتے تو لپک کر اس کی تعمیل کرتے، جس وقت آپ وضو کرتے تو وضو کا گرتا ہوا پانی پانے کیلئے چھینا جھپٹی کرتے، جس وقت آپ گفتگو کرتے تو سب اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے، اور آپکی تعظیم کرتے ہوئے کوئی بھی آنکھ بھر کر آپکو نہ دیکھتا تھا" بخاری

آپ ﷺ سے شدید ترین محبت آپکے صحابہ نے کی، چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "میرے نزدیک نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں تھا، میری نگاہوں میں آپ سے بڑھ کر کسی کی اتنی قدر نہیں تھی، آپکے مقام و مرتبے کا یہ عالم تھا کہ میرے اندر آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی سکت نہیں تھی، اگر مجھے آپ کا حلیہ بیان کرنے کا کہا جائے تو میرے لئے یہ ناقابل بیان ہے؛ کیونکہ میں نے کبھی آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا" مسلم

جو آپکی سیرت اور سنت کو سمجھ لے، یا منصفانہ طور پر اسے سن ہی لے، تو اسکا دل خود بخود آپکی تعظیم پر آمادہ ہو جائے گا، آپکے بارے میں عیسائی بادشاہوں نے سنا تو وہ بھی آپکی عظمت کے قائل ہوگئے، اسی لئے ہرقل نے کہا تھا: "اگر میں آپ کے پاس ہوتا تو آپکے قدم دھوتا" (متفق علیہ)

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں صرف قدموں کو دھونے کا تذکرہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ ہرقل اگر صحیح سلامت نبی ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو اسے کسی منصب اور حکمرانی کی چاہت نہیں ہوگی، بلکہ وہ حصولِ برکت کا باعث بننے والے اعمال ہی کریگا۔

نبی ﷺ کیساتھ ادب کی اساس یہ ہے کہ مسلمان اپنا سب کچھ فرامین نبوی کے حوالے کرتے ہوئے مکمل اطاعت گزاری اپنائے، آپکی [ثابت شدہ] احادیث کو ماننے اور انکی تصدیق

کرے۔

نبی ﷺ کے ساتھ آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کی بات کو عجیب و مشکل نہ سمجھیں، بلکہ آپکی بات کی وجہ سے لوگوں کی آراء کو عجیب اور مشکل جانیں، فرمانِ نبوی کے مقابلے میں قیاس نہ لائیں، اور آپکی بات ماننے کیلئے کسی کی موافقت کی شرط نہ لگائیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "وحی کے سامنے لوگوں کی آراء بالکل ایسے ہیں جیسے ایک بہت بڑے عالم کے سامنے ایک عام سادہ مقلد آدمی ہو، بلکہ لوگوں کی آراء وحی کے سامنے اس سے بھی کہیں زیادہ درجے ہیچ ہے"

آپ ﷺ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ آپکو عبدیت و رسالت کا وہی مقام و مرتبہ دیا جائے جو اللہ تعالی نے آپکو دیا ہے، چنانچہ غلو کرتے ہوئے آپکو ربوبیت کے درجے تک پہنچانا اور آپ سے مانگنا بالکل غلط ہے، اور آپ کی شان کمتر جانتے ہوئے آپکی اتباع نہ کرنا بھی غلط ہے۔

اس کے بعد: مسلمانو!

ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں، اللہ تعالی نے انہیں اپنا حبیب بنایا، اور ہمیں بھی اُن سے محبت کرنے کا حکم دیا، انہیں مبعوث فرما کر ہمیں آپکی تصدیق کا حکم دیا، اللہ نے آپکی تائید فرمائی اور ہمیں آپکی سنت پر مضبوطی سے کاربند رہنے کا حکم دیا، اللہ تعالی نے آپکو شرف و مقام سے نوازا اور ہمیں آپکا دفاع کرنے کا حکم دیا، کوئی شخص بھی آپ پر ایمان اور آپکی اقتدا کیے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

انسان جس قدر نبی ﷺ کی اقتدا کرے اسکے درجات اتنے ہی بلند ہو جاتے ہیں، اس کے بر عکس اگر کوئی شخص آپ کے ساتھ یا سنت نبوی کیساتھ بغض رکھے تو اللہ تعالی اسے ذلیل و رسوا فرماتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: {إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ} بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہو گا۔[الکوثر:3]

ہر امت اپنے نبی اور نبی کے صحابہ پر فخر کرتی ہے، اور اس امت کیلئے عظیم شرف اپنے نبی کی تعظیم اور صحابہ کرام سے محبت ہے، اسی کے باعث امت کو شان و شوکت، سعادت مندی، اور دیگر اقوام پر ترقی ملے گی۔

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم:

{لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ}

یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگیا ہے، تمہاری تنگی اس کیلئے بارِ گراں ہے، وہ تمہارا بہت خیال کرتا ہے، اور مؤمنوں کیلئے نہایت رؤف ور حیم ہے۔[التوبۃ:128]

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلئے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو اِس ذکرِ حکیم سے مستفید

ہو نیکی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں کہ اُس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں جس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اسکی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، اللہ تعالی اُن پر، آل وصحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں وسلامتی نازل فرمائے۔

مسلمانو!

اللہ تعالی نے صرف اپنے لئے دائمی و سرمدی بقا رکھی ہے، اور اپنی مخلوقات کیلئے فنا کا حکم صادر فرمایا، زمین و آسمان کی ہر چیز زوال کی جانب رواں دواں ہے، اس لئے صرف وہی باقی بچے گا جو ہمیشہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (26) وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ}

اس [زمین] پر موجود ہر چیز فنا ہو جائے گی، [26] اور تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی۔ [الرحمن:26-27]

"إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى"

[بیشک اللہ جو دے اور جو لے سب کچھ اسی کا ہے، اور ہر چیز کا اسکے پاس ایک وقت مقرر ہے] آج عالم اسلام کو ایک بہت عظیم سانحہ پیش آیا کہ خادم حرمین شریفین شاہ عبد اللہ رحمہ اللہ دنیا فانی سے کوچ کر گئے، منفرد اور عظیم حکمران جس نے اپنے تمام معاملات کیلئے کتاب اللہ کو مشعل راہ بنایا، بلادِ حرمین پر نفاذِ شریعت جاری رکھا، آپ اپنے دین پر فخر کرتے تھے، آپ نے اسلامی شعائر کو نمایاں کیا، علَمِ توحید تھامے شرک و بدعات و خرافات سے نبرد آزما رہے، اپنے کندھوں پر اسلام کی خدمت کا بوجھ اٹھایا، اور بیت اللہ و مسجد نبوی کیلئے تاریخ میں سب سے بڑی توسیع کے احکامات صادر کیے، قرآن مجید کے نسخے دنیا جہاں میں مفت تقسیم کیے جہاں لاکھوں افراد ان سے مستفید ہوتے ہیں، مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کیلئے ہمہ قسم کے طور طریقے اور انداز اپنائے، ارد گرد کے تمام ممالک میں سنگین بحرانوں کی اندھیریاں چلیں، لیکن اللہ کی مدد و نصرت کے بعد اپنے دانشمندانہ فیصلوں کے ذریعے ملک کو امن و امان اور خوشحالی و ترقی کے راستے پر گامزن رکھا، انہیں اپنی رعایا کیساتھ بہت ہی محبت و پیار تھا، اپنی فطرت کے مطابق صاف دل، پاک خلوت، اور کینے سے پاک سینے کیساتھ زندگی گزاری، انہیں اپنی رعایا سے محبت تھی؛ چنانچہ رعایا بھی انہیں اپنا محبوب سمجھتی تھی، یہی وجہ

بنی کہ آپ بہت اچھے حکمران تھے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (تمہارے اچھے حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، اور وہ تم سے محبت کریں، اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں، اور تم ان کیلئے دعائیں کرو) (مسلم)

اس ملک پر فضلِ الٰہی اور یہاں پر نفاذِ شریعت کی وجہ سے اہل حل و عقد اور تمام رعایا شہزادہ سلمان بن عبد العزیز کی اس ملک کے بادشاہ کے طور پر قرآن و سنت کی روشنی میں شرعی بیعت کرتے ہیں، اور بیعت کیساتھ محبت، انس اور دعا بھی کرتے ہیں، اسی طرح انکے بھائی مقرن بن عبد العزیز کی ولی عہد کے طور پر بیعت کرتے ہیں، ان سے شاہ سلمان بن عبد العزیز کا بھر پور تعاون، مدد، اور تائید کی امید رکھتے ہیں، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: (جو شخص ایسی حالت میں فوت ہوا کہ اس کے گلے میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا) (مسلم)

حکمران کا اپنی رعایا پر یہ حق ہے کہ نافرمانی کے کاموں سے ہٹ کر ہر کام میں انکی بات سنی جائے اور اس پر عمل کیا جائے، انکی خیر خواہی دل میں رکھیں، اور ان کیلئے دعا کریں۔

یااللہ! فقید امت پر رحم فرما، یااللہ! انکے درجات علیین میں بلند فرما، انہیں پہلے فوت شدہ مؤمنوں کیساتھ ملا دے، اور اُنہیں انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کیساتھ جمع فرما، یااللہ! انکی قبر کو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ بنا، یااللہ! انکی قبر کو کشادہ و منور فرما، یا اللہ! بڑی گھبراہٹ کے دن انہیں پر امن بنا دے، تیرے نبی کے حوض پر جانے والوں میں شامل فرما، تیرے نبی کے ہاتھوں سے جام پینے والوں میں سے بنا، اور انہیں بغیر حساب و کتاب علیین میں داخل فرما، یا اللہ! سوگواران اور رعایا کو اچھا بدل عطا فرما، جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے خیر و برکت کا باعث بنے۔

یا اللہ! ان پر رحم فرما، انکے درجات بلند فرما، انکے گناہوں کو معاف فرما، یارب العالمین!

یااللہ! انہیں وسیع و عریض جنت میں جگہ نصیب فرما، یاذا الجلال و الاکرام!

یا اللہ! انہیں انکی نیکیوں کا اچھا بدلہ عطا فرما، یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے جو کچھ بھی کیا ہے سب پر بہترین بدلہ عطا فرما، اور انکے لئے ثواب بڑھا چڑھا کر اپنے پاس محفوظ فرما۔

یااللہ! خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز کو اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کیلئے کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ! ان کے ذریعے اپنا دین بلند و بالا فرما، اپنا کلمہ اس کے ذریعے بلند فرما، یااللہ! انکے اقوال و افعال کو صحیح سمت عطا فرما، یااللہ! انہیں اسلام و مسلمانوں کیلئے باعث خیر بنا، یااللہ! انکے ولی عہد کو اسلام و مسلمانوں کیلئے بھلائی کے کاموں کی توفیق عطا فرما، یااللہ! ان کے ذریعے دین غالب فرما، اور کلمۂ اسلام کو بلند فرما، اور دونوں کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یاقوی! یاعزیز!

یااللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت

کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یا اللہ! ہمارے ملک کو امن و امان کا گہوارہ بنا، ایمان کا گڑھ بنا، خوشحال، مستحکم، اور ترقی والا بنا، یا اللہ! امن و امان اور خوشحالی تمام اسلامی ممالک میں پھیلا دے۔

یا اللہ! ساری دنیا میں خونِ مسلم کی حفاظت فرما، اور انکے حالات درست فرمادے، یاذالجلال والاکرام!

ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم ڈھائے، اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اللہ کے بندو!

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"[النحل:90]

اللہ تعالیٰ تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو (امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔وہ تمہیں اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم اسے (قبول کرو) اور یاد رکھو۔

تم صاحبِ عظمت وجلالت اللہ کو یاد رکھو؛ وہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔
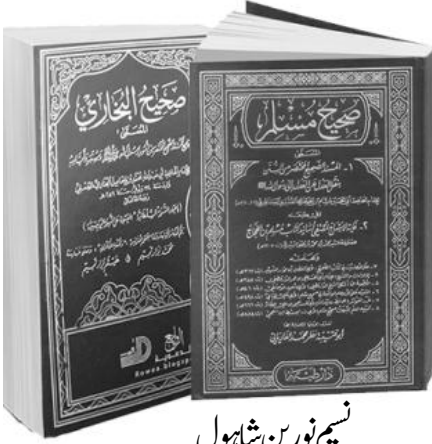
سنت کا وسیع مفہوم

نسیم نورین شاہول

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

"تحقیق رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔" [الأحزاب : 21]

دین اسلام کے اصل ماخذ دو ہی ہیں۔ کتاب اللہ و سنت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"جس نے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

سنت ہر ایسے دستور، سیرت اور طریقے کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلنے کے عادی ہوں اور اس کی پابندی کرتے ہوں، اس آیت میں بھی یہی معنی مراد ہے۔

اصطلاحاً: **ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قول او فعل او تقریر۔**

جس چیز کی نسبت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف کی گئی ہو خواہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قول ہو یا فعل یا تقریر ہو۔

انبیائے کرام کی سنتیں (طریقہ زندگی) وحی الہٰی کا ایک اہم حصہ ہوتی ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیتا ہے وہیں پر اپنے رسولوں کی اطاعت کا بھی حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب کی طرف رجوع کا حکم دیتا ہے وہیں اپنے رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت کی طرف بھی رجوع کا حکم دیتا ہے اور جس طرح اپنی نافرمانی پر وعیدیں سناتا ہے اسی طرح رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے جو بھی حکم ملے اسے بلا چوں چرا تسلیم کر لینے کا حکم دیتا ہے، خواہ وہ حکم قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس کا ہر حکم وحی الہٰی پر مبنی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اسی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى"

"وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خواہشات نفس سے نہیں بولتے ہیں، بلکہ وہ تو صرف پیغام الہٰی کی بات بتاتے ہیں۔" (سورۂ نجم: ۳،۴)

اور ایک حدیث میں خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: "یہ بات یاد رکھو کہ میں قرآن دیا گیا ہوں اور قرآن کے ساتھ اس کے مثل

ایک اور چیز بھی (یعنی آپ ﷺ کی سنت مطہرہ)"

آج لوگوں کو سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں کو اپنا شیوہ بنالیں۔ قرآن و حدیث لازم و ملزوم ہیں۔ قرآن حدیث پر موقوف ہے، ایک کو لیکر ایک کو ترک نہیں کیا جاسکتا، لیکن دور حاضر میں کچھ لوگ قرآن کو مانتے اور حدیث کا انکار کردیتے ہیں۔ جن کی یہ غلط فہمی ہے کہ ہمارے لئے صرف قرآن کافی ہے تو ان کی یہ غلط فہمی خود حدیث سے دور کی جاسکتی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہاہوں، جو اس کو مضبوطی سے تھام لے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہو گا ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول ﷺ کی سنت (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے)

اسی طرح باری تعالیٰ فرماتے ہیں: "تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقوں میں مت بٹو۔" (سورۂ آل عمران:۱۰۳)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ سب مل کر اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور فرقوں میں تقسیم نہ ہوں۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کی آیات ہی دراصل اللہ کی رسی ہیں جو اہل ایمان کیلئے باعث ہدایت ہے۔

اللہ کی رسی کیا ہے؟ اس کی مزید وضاحت نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "خبردار لوگو! میں ایک انسان ہوں، اور عین ممکن ہے کہ میرے پاس، میرے رب کا پیغمبر (موت کا فرشتہ) آجائے اور میں قبول کرلوں۔ اور میں تم میں دو بہت ہی بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے۔ جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔

اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ایک تو قرآن کریم ہے اور دوسری نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ سے جو حدیث سنتا اسے حفظ کرنے کی نیت سے لکھ لیا کرتا تھا، لیکن قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا! تم جو کچھ رسول ﷺ سے سنتے ہو اسے لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ ﷺ تو انسان ہیں۔ اور کبھی آپ خوشی میں بات کرتے ہیں اور کبھی غصے میں۔ تو میں نے لکھنا بند کردیا۔ پھر میں نے رسول ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے انگشت مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اکتب فو الذی نفسی بیدہ مایخرج منی الا الحق" (ابوداؤد)

"تم لکھتے رہو کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ سے حق بات کے علاوہ اور کوئی بات نہیں نکلتی۔"

رسول اللہ ﷺ اپنے خطبات میں صرف کتاب وسنت کا تذکرہ کرتے تھے اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے منع کرتے تھے اور دین میں ہر نئے کام کو بدعت قرار دیتے تھے۔

جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ اپنی خطبات میں شہادتین کے بعد یوں کہا کرتے تھے:

(امابعد) حمد وثناء کے بعد!! یقینا بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا ہے۔ اور امور میں سب سے برا امر وہ ہے جسے ایجاد کیا گیا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم کے ساتھ اس کی مثل بھی عطا کیا گیا ہے اور وہ آپ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔

مطلب بن حنطب سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں نے کوئی ایسا عمل نہیں چھوڑا کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہو۔ مگر میں نے تمہیں اس کا حکم کردیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی، مگر میں نے تمہیں اس سے روک دیا ہے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک کے دن منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا اے لوگو! اللہ کی قسم میں تمہیں صرف اسی چیز کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور صرف اسی سے تمہیں روکتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ پس طلب رزق میں حسن وجمال کو ملحوظ رکھو۔ اس ذات باری تعالیٰ کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے رزق تم میں سے ہر ایک کو ایسے تلاش کرتا ہے جیسے اسے اس کی موت تلاش کرتی ہے اگر اس میں سے کچھ تم پر دشوار اور مشکل ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے تلاش کرلیا کرو"۔

سنت کا اصطلاحی مفہوم:

مؤمن کی قدرو منزلت جانچنے کا پیمانہ اتباع رسول اللہ ﷺ ہے، مؤمن جتنا اپنے اعمال کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق بجا لائے گا اتنا ہی اس کا مقام اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں اعلیٰ وارفع ہوتا جائے گا، لہذا آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں انکی عبادت میں، ان کے سونے، جاگنے میں ان کے کھانے اور پینے میں، ان کے لوگوں کے ساتھ معاملات میں، ان کے طہارت ووضو میں ان کے گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے میں، ان کے لباس اور دیگر تمام حرکات وسکنات میں محمد عربی ﷺ کی سنتیں زندہ ہوں۔

آپ سوچیں! اگر کوئی اہم چیز یا رقم گم ہو جائے تو ہم اسکو ڈھونڈنے اور تلاش کرنے کی کتنی ہی کوشش کرتے ہیں، جب تک وہ چیز یا رقم مل نہ جائے چین سے نہیں بیٹھتے، لیکن افسوس! روزانہ ہم سے کتنی ہی سنتیں گم ہورہی ہیں کیا کبھی ہم نے اس پر افسوس کیا! اور کیا ہم نے اپنی زندگی کو سنت رسول ﷺ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔؟؟

یہ وہ سنتیں ہیں جن پر عمل کرنے والے کو ثواب ملے گا اور یہ وہ

سنتیں ہیں جن پر عمل کرنے کا دن بھر میں بار بار موقع ملتا ہے، لہٰذا ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک شخص دن بھر میں خصوصی اہتمام سے پیارے حبیب ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہو تو تب وہ روز کے مختلف اوقات میں ان کی تعداد ہزار سنتوں سے زیادہ ہو گی اور اگر بندۂ مسلم سنتوں کے اہتمام کیلئے کمر کس لے تو جہاں روزانہ سنتوں پر عمل کرے گا تو مہینے بھر میں تیس ہزار سنتیں ہو جائیں گی۔

وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جو ان سنتوں سے ناواقف ہے اور اس سے بڑا بدنصیب وہ ہے جس کو ان سنتوں کا علم ہے لیکن عمل سے قاصر ہے۔ دیکھئے وہ کتنی نیکیوں اور کتنے درجات سے محروم ہے۔

اس مختصر زندگی کی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت جس سے ہم دوچار ہیں وہ یہ کہ ہمارے نزدیک اہتمام سنت کی فکر اتنی نہیں جتنا ہم مال و دولت حاصل کرنے میں فکر کرتے ہیں۔ اگر یہ اعلان کر دیا جائے کہ جو کوئی فلاں سنت پر عمل کرے گا اسے اتنا انعام دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ اس سنت پر عمل کرنے کیلئے ٹوٹ پڑیں گے، بلکہ ہر سنت پر رکھ دیا جائے تو لوگ اس پر عمل کرنے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے اور وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیں گے کہ جس مال کے حصول کیلئے ہم نے دوڑ لگائی تھی جب ہم قبر میں رکھے جائیں گے ہم پر مٹی ڈال دی جائے گی تو اس وقت یہ مال ہمارے کسی کام نہیں آئے گا۔

محمد (ﷺ) کی جس دل میں الفت نہ ہو گی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہو گی

دین الاسلام میں رسول ﷺ کی اطاعت اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

سورۂ محمد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے انحراف کر کے) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔" (سورۂ محمد: ۳۳)

اطاعت رسول ﷺ کے بارے میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بڑی اہم ہے:

رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے اس شخص کے جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: انکار کس نے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (بخاری)

امت میں اختلاف کے وقت نبی اکرم ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے جمے رہنا ہی نجات کا باعث ہو گا۔

عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز کے بعد ہماری طرف توجہ فرمائی اور ہمیں بڑا موثر وعظ فرمایا جس سے لوگوں کے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے ایک

آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج آپ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے جیسا یہ آپ کا آخری وعظ ہو۔ ایسے وقت میں آپ ہمیں کسی چیز کی تاکید فرمائیں، ہمیں کچھ وصیت بھی فرمادیجئے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (اور یاد رکھو) جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ امت میں بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے ایسے حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم بنالینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا نیز دین میں پیدا کی گئی نئی نئی باتوں (بدعتوں) سے بچنا کیونکہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد)

اتباع سنت محبت رسول ﷺ کا حقیقی معیار ہے:

رسول اکرم ﷺ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ بلکہ عین ایمان ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد، والدین اور باقی تمام لوگوں کے مقابلے میں مجھے سب سے زیادہ محبوب نہ رکھتا ہو۔" (بخاری و مسلم)

ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو اپنی جان و مال و اہل عیال سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں جب گھر میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہوتا ہوں اور میں شوق زیارت سے بے قرار ہوتا ہوں تو دوڑا دوڑا ہوا آتا ہوں، آپ ﷺ کا دیدار کر کے سکون حاصل کر لیتا ہوں، لیکن جب میں اپنی اور آپ ﷺ کی موت کو یاد کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کے ساتھ اعلیٰ ترین درجات میں ہوں گے میں جنت میں گیا بھی تو آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکوں گا اور آپ ﷺ کے دیدار سے محروم رہوں گا تو بے چین ہو جاتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء: ۶۹ میں ارشاد فرمایا: "جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اچھے ہیں یہ رفیق۔"

صحابی کے اظہار محبت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی آیت نازل فرما کر یہ بات واضح فرمادی کہ اگر تمہاری محبت سچی ہے اور تم اپنے نبی ﷺ کی مستقل رفاقت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی پر ایک نظر ڈالیئے اور فوراً فرمایئے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے محبت کا کیسے کیسے حق ادا کیا؟۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ایک ذرا مشت خاک ہے تو

جب سے عقل وشعور کا ساتھ ہوا اور اشیاء کی حقیقت سمجھ میں آنے لگی تب ہی سے اس خیال نے ہمیشہ ذہن کو الجھائے رکھا کہ اللہ نے ہمیں مٹی سے کیونکر پیدا کیا، یہ کام کس طرح ممکن ہوا، کبھی مٹی کو دیکھا کبھی اپنے ارد گرد بکھرے انسانوں کے وجود کو بغور پرکھا مگر گتھی نہ سلجھ سکی میری یہی حالت رہتی اگر اللہ کے فضل سے چند حقائق مجھے نہ پتا چل جاتے جو یقینا سائنس کی بدولت ممکن ہوا، اس بات پر ایمان تو مجھے اور آپ کو ہے ہی کہ ہم سب خاک سے پیدا کئے گئے ہیں اور اس لحاظ سے اس پر حیرت کی کوئی وجہ بھی نہیں کہ اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، وہ ہر شئ پر حاوی ہے اور سب سے بڑا سائنسدان وہی ہے، مگر اس کو کیا کہئے کہ اللہ نے قرآن کے ذریعے سے جو باتیں صدیوں پہلے ہم تک پہنچائیں ان کی وضاحت کرنے کا شرف آج سائنس کو ہو رہا ہے اور دوسروں کی طرح ہم بھی اس کے کارناموں سے مرعوب ہوئے چلے جا رہے ہیں - حالانکہ درحقیقت یہ فخر اور شرف ہمارے حاصل کرنے کا تھا کہ ہم اللہ کے حکم کے مطابق تسخیر کائنات کا فریضہ انجام دیتے اور دنیا کو بتاتے کہ دیکھو ہماری کتاب میں یہی تو لکھا ہے.

آج سائنس نے دریافت کیا ہے کہ ہر شئ بہت سارے ایٹم سے مل کر بنی ہے ایٹم ایک ایسا ذرہ ہوتا ہے جو مزید تقسیم نہ ہو سکے، ان کی ساخت میں تنوع کی بنا پہ مختلف نام دئے گئے ہیں، کسی کو ہائیڈروجن، کاربن، نائٹروجن اور کسی کو آکسیجن کا نام دیا ہے یہ تمام اشیاء کائنات میں بکھری پڑی ہیں زمین کے اندر بھی خصوصا" نائٹروجن تو وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

ہمارے جسم کا building block پروٹین ہے ہمارے بال ہیں تو پروٹین سے بنے، ناخن، جلد، خلیوں کی جھلیاں، خون غرض جسم کے اجزائے ترکیبی میں پروٹین اہم ترین ہے اس میں کمی کی وجہ سے مختلف بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جسمانی نظام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔

جب ہم پروٹین کی ساخت پہ غور کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہر پروٹین دراصل بہت سارے امائنو ایسڈ amino acid سے مل کر بنی ہے اور ہر امائینو ایسڈ اپنے اندر آکسیجن ،ہائیڈروجن اور نائیٹروجن لازما" رکھتا ہے اس کے علاوہ بھی اس میں

سلفر sulphurوغیرہ جو ہمیں مٹی کے اندر مٹی کی تہہ میں ملتا ہے اگر ان حقائق کو ترتیب سے چارٹ کی شکل میں ظاہر کریں تو ایسے ہو گا.انسان ...(پروٹین)... امائنوایسڈ کا مرکب ،یعنی SNHCO2زمین کی تہہ میں پایا جانے والا ایٹم' یوں یہ گتھی سلجھ گئی۔

اللہ نے اشرف المخلوقات انسان کو مٹی سے بنایا اس لئے کہ یہ احساس اشرفیت اسے بے لگام نہ ہونے دے اور وہ یہ یاد رکھے کی اس کی اصل ... مٹی ہے، وہ اللہ کی دیگر مخلوقات میں ہی افضل رہے... خدا نہ بن بیٹھے پھر اسی پر بس نہیں انسان کا غرور توڑنے کے لئے یہی چیز کافی ہے کہ ایک دن اسے مٹی میں مل کر فنا ہو جانا ہے اسی لئے تو جب ایک مسلمان کو مرنے کے بعد دفن کیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں لٹا کر مٹی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں۔

منها خلقنكم...اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا

وفيها نعيدكم...اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا رہے ہیں

ومنها نخرجكم ... اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے اللہ نے ہمیں ہماری حقیقت بتا دی کہ بس ایک مٹھی بھر خاک..کاش کہ ہم اس بات کا شعور حاصل کر لیں اور یہ حقیقتیں ہمارے ایمان کو بڑھا کر ہمیں اپنے رب کی نافرمانی سے بچا لیں۔

سنت کی جگہ بدعت

شمشیر داؤد تیمی

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (سنن النسائی ۱۴۸۷)

"ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔

تقریبا دن کا ایک بج رہا تھا، لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے، ایک عجیب سی چہل پہل اور گہما گہمی تھی، ضروری تیاریوں کے بعد سب لوگ بارات کے آنے کا انتظار کر رہے تھے،اس تعلق سے لوگوں میں استفسار جاری ہی تھا کہ بارات آپہنچی، استقبال کے لیے ننھے منے بچے اور نوعمر نوجوان آگے بڑھے، بارات مجلس میں اپنی جگہ لی، ایک گا ڑی کو(جس میں دولہے کے علاوہ چار پانچ لوگ سوار تھے)کچھ نوجوانوں نے گھیر رکھا تھا، تفتیش کرنے پر پتہ چلا کہ یہ نو جوان دو لہے سے گیٹ پر لگا ہوافیتہ کٹوائیں گے ، انہیں مٹھائی کھلائیں گے، ان سے پیسہ وصول کریں گے ،پھر مجلس میں انہیں جانے دیں گے، سنتے ہی تعجب ہوا کہ یہ ہندوانہ رسم مسلمانوں میں کہاں سے چلی آئی، کیوں کہ نا چیز کا یہ پہلا مشاہدہ تھا ، خیر رسم کی ادائیگی کے بعد دولہے کو مجلس میں لایا گیا، اور دولہاسمیت باراتیوں کا ناشتہ اور چائے سے استقبال کیا گیا، نکاح کا وقت ہوا، قاضی صاحب نکاح پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے دولہے سے پہلا، دوسرااور تیسرا کلمے کی اس انداز میں گردان کروایا جیسے کسی غیر مسلم کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا جا رہا ہو ، پھر خطبۂ مسنونہ کی جگہ مصنوعہ خطبہ پڑھا،پھر سہرے کے لیے کھڑے ہوئے، درودابراہیمی کی جگہ خود ساختہ درود پڑھا، جس کا انہوں نے اظہار بھی کیا، پھر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے شرکیہ الفاظ پر مشتمل سہرا پڑھنا شروع کیا، سہرہ کا بول کچھ اس طرح تھا" دولہا کتنا شاد ہے حضرت کا پیغام ہے" مارے سر پھوٹے گھٹنا والی بات تھی ، سہرے میں نہ قافیہ کا پتہ تھا نہ ہی ردیف کا ، بلکہ ایک ڈرامائی انداز تھا، باری باری لوگوں کا نام لیتے جاتے

اور لوگ طوعاً وکرھاً سو پچاس کا نوٹ بڑھاتے جاتے تھے۔

غیر شرعی رسم و رواج اور شرک و بدعت پر مشتمل اس نکاحی پروگرام سے دل میں کافی دکھ ہوا،ذہن و دماغ میں ایک درد سی محسوس ہوئی، لیکن مرتا کیا نہیں کرتا، حالات کی نزاکتوں کے پیش نظر خاموش رہا، اور لوگوں کے فکر و شعور پر بہت تعجب کرتا رہا کہ ....

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

نکاح جو ایک بابرکت عمل ہے ، نبی ﷺ کی پاکیزہ سنت ہے، جس کی تکمیل نصف ایمان ہے، اب اس ایمان ہی کو ڈھا دیا جائے ، سنت کے بجائے بدعت کو اختیار کیا جائے ،مروجہ رسم ورواج کو دین سمجھا جائے،اور کتاب وسنت کی تعلیمات کو فراموش کر دیا جائے، تو آدمی ایمان تو کیا؟ ایمان کے ادنی درجہ کو بھی نہیں پا سکتا، ہاں اس نکاح سے دلی سکون محسوس کر سکتا ہے اور بس۔

نکاح سے قبل لڑکے سے پہلے، دوسرے، اور تیسرے کلمے کا ورد کروانا، ان کلمے کا انہیں نہ تو معنی بتانا اور نہ ہی مفہوم سمجھانا،نکاحی پروگرام سے پہلے چہ معنی دارد؟فعل مذکور سے دوہی چیزیں سمجھ میں آتی ہیں ، یا تو وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھ رہاہے،یا پھر ہر نیک کام کرنے سے پہلے ان کے نزدیک کلمے کا پڑھنا واجب ہے ، مثلا نماز پڑھنے سے پہلے، روزہ رکھنے سے پہلے، بیوی سے ہمبستری کرنے سے پہلے، وغیرہ وغیرہ،لیکن شریعت میں کسی بھی عمل کے وجوب کے لیے دلیل کا ہونا لازمی ہے ، اوراس امر کی دلیل نہ تو کتاب اللہ میں ہے اور نہ ہی حدیث رسول اللہ ﷺ میں ، نہ ہی صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت ہے نہ ہی تابعین عظام سے، نہ اماان دین کے افعال سے ثابت ہے نہ ہی صلف صالحین سے ،یہ دین میں من مانی اور من موجی ہے، جب چاہا جس طرح چاہا ایک نیا طریقہ اپنا لیا اور سنت کی جگہ بدعت کو اختیار کر لیا۔اللہ فرماتا ہے :

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ"

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو، بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔"(القصص۵۰)

جہالت کی حد تو یہ ہے کہ بغیر اس کے نکاح نامکمل سمجھا جاتا ہے اور عقد ثانی کی جاتی ہے ،لیکن اس سلسلے میں جب ان سے دلیل طلب کی جاتی ہے تو دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں اور بغل میں منہ چرائے بہت آسانی سے کہہ ڈالتے ہیں تم تو غیر مقلد ہو ،ہم تم سے بات نہیں کرتے ، لیکن جب اس سے بھی بات نہیں بنتی اور کھینچاپائی شروع ہوتی ہے تو اول فول بک کر سرپٹ بھاگتے ہیں ، میں اپنے محترم قارئین سے بڑے ہی ادب کے لہجے میں اس تعلق سے کچھ

سوال کرنا چاہتا ہوں، کہ آخر شریعت مطہرہ سے اس قدر مذاق کیوں؟ کتاب و سنت سے اس قدر انحراف کیوں ؟ تقلید کا دم بھرتے ہوئے بھی امام (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کے نقش قدم کی روگرادنی کیوں؟ کیا عہد رسول ﷺ، عہد صحابہ ، تابعین، تبع تابعین، ائمان دین، سلف صالحین میں اس طرح کی کوئی دلیل ملتی ہے ؟ نہیں ، بالکل نہیں، معلوم ہوا کہ یہ سب صرف اور صرف اس لیے ہے کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پوجا کی ہے۔ سنت کا گلا گھونٹا ہے،اور جب اچھائی جاتی ہے تو برائی کا آنا یقینی ہو جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ما ابتدع قوم بدعة الا نزع الله من السنة مثلها۔" جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو اللہ اس کے دل سے اسی کے مثل سنت کو نکال لیتا ہے۔"

(مسند احمد ح: ۱۷۰۱۱)

بھائیو! اسلام میں کوئی بھی عمل ہو، اگر اس پر کتاب و سنت کی مہر ثبت ہے تو بہتر، بصورت دیگر وہ نہ تو عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الرسول محبوب ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے : من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد۔ "جس نے وہ کام کیا جو ہمارے طریقے پر نہیں تو وہ مردود ہے۔"(مسلم ح: ۱۷)اس لیے ہمارا ہر عمل کتاب و سنت کے مطابق ہی ہونا چاہئے، ہمیں دین میں نئی چیزوں کے ایجاد سے بچناچاہئے، جھوٹی شہرت اور چند سکوں کے عوض ایمانی قوت کو فروخت کرنے سے گریز کرنا چاہئے، جاہل اور انپڑھ عوام کی خوشی کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ اس طرح ہم دنیا میں تو رسوا ہوں گے ہی، آخرت میں بھی ناکامی ونامرادی ہی ہاتھ آئے گی ،پھر تمام عیاری ومکاری دھری کی دھری رہ جائے گی ، اگر کوئی چیز رہ جائے گی تو صرف افسوس، افسوس اور بس۔

سید الإستغفار

((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ))

صفحہ ادب

دیوانہ پن

دیوانہ پن بھی دیکھا ہے دیوانے بھی دیکھے ہیں
دیوانوں کا سنگم دیکھا مغرب کے دیوانے میں
شرٹ کمر سے اوپر ہے اور جینز کمر سے نیچے ہے
کیا بچتا ہے خود بتلا دو یہ فیشن اپنانے میں
زلف تو ہے پر کس کی ہے یہ، مرد تو ہے پر ہے کہ نہیں
کتنے جان کے خود پھنستے ہیں اور کتنے انجانے میں
ہنستے چہرے مہنگے کپڑے تن کا عکس نظر آتا ہے
دور جدید کے پروردہ ہیں سہل نہیں سمجھانے میں
مادر و دختر پسر و پدر ہیں عریاں فلم کے منظر میں
چاک ردائے شرم وحیا کی غیروں کے اکسانے میں
چلتے چلتے تجھ کو صفیؔ بس ایک نصیحت کرتا ہے
سر افرازی صرف ملے گی سنت نبوی اپنانے میں

نتیجہ فکر: صفی الرحمٰن ابن مسلم فیضی بندوی

The Biography of Shaykh Muhammad Amaan al-Jaami

رحمه الله

The great scholar, the *imaam*, **Aboo Ahmad Muhammad Amaan ibn 'Alee** was originally from a village in Ethiopia called Taghaa Taab near or within the Harar region of Ethiopia, about 100 miles west of the Somali border. His family name, al-Jaamee, is an ascription to an Ethiopian village named Jaamaa.

He was born in the year 1349 amidst local political turmoil and tribal feuds. He began studying the Arabic Language from Shaykh Muhammad Ameen al-Hararee in Taghaa Taab. There he also completed memorizing the Quran and began studying the locally favored Shaafi'ee *math-hab*. He made his way to nearby villages to seek knowledge, and then nearby cities, into Somalia, and then across the Gulf of Aden into Yemen. He traveled impoverished, once spending his only amount of money on a single book. He eventually ventured north on foot, and offered the rites of Hajj in the year 1369.

After Hajj, he remained in Makkah, seeking knowledge at the study circles of the Sacred Haram Mosque at the Ka'bah. There, against the advice of some of his previous teachers, he reluctantly read the book, *Al-Usool ath-Thalaathah* of Shaykh Muhammad ibn 'Abdil-Wahhaab (may Allaah have Mercy on him), through which Allaah guided him to abandon the innovations of the Soofee-Ash'aree cults that influenced his earlier studies. He then enrolled in Daar al-Arqam in Makkah, along with the likes of another future scholar, Shaykh Yahyaa ibn 'Uthmaan al-Mudarris. Daar al-Arqam later became known as Daar al-Hadeeth.

In Makkah, he studied under the great scholar, **Shaykh 'Abdul-'Azeez ibn Baaz** (may Allaah have Mercy on him), whom he accompanied back to Riyadh in the early 1370′s, to attend the new academic institute there, along with other future scholars, such as **Shaykh 'Abdul-Muhsin Al-'Abbaad** (may Allaah preserve him). After completing the Secondary program there, he joined Riyadh's College of Sharee'ah in 1374.

During his years in Riyadh, he benefited from the Muftee of that era, the great scholar, **Shaykh Muhammad bin Ibraaheem** (may Allaah have Mercy on him). He also studied under the great scholar of Tafseer, **Shaykh Muhammad Al-Ameen Ash-Shinqeetee** (may Allaah have Mercy on him), as well as the great scholar of Hadeeth, **Shaykh Hammaad Al-Ansaaree** (may Allaah have Mercy on him). He was also influenced by other great scholars, like **Shaykh 'Abdur-Razzaaq 'Afeefee, Shaykh**

'Abdur-Rahmaan bin Naasir As-Sa'dee (through correspondence), **Shaykh Muhammad Khaleel Haraas**, and **Shaykh 'Abdullaah Al-Qar'aawee** (may Allaah have Mercy on all of them).

In 1377, after the death of the great scholar, **Shaykh Haafith al-Hakamee** (may Allaah have Mercy on him), who had headed the Academic Institute of Saamitah in southern Saudi Arabia, Shaykh Ibn Baaz appointed Muhammad Amaan to relocate there as the new head of the institute. He continued teaching there until 1381, when he was selected to be among the first group of instructors at the newly founded Islaamic University of Al-Madeenah, alongside a number of widely recognized major scholars of the era. As a representative of the university, Shaykh Muhammad Amaan traveled extensively in missionary work, both inside Saudi Arabia and abroad.

Highly recognized for his dedication to the Sunnah, he was appointed as the very first chairman of the new College of Hadeeth at the Islaamic University in the year 1397. He was also assigned teaching positions at the Prophet's Masjid, Qubaa' Masjid, and other masjids around the city of al-Madeenah. During his time as Chairman of the College of Hadeeth, he submitted his thesis about the Attributes of Allaah to Cairo University in the year 1403, for which he was awarded his doctorate degree.

The greatest scholars of this era loved this upright Salafee scholar and recommend him. His personal teacher, **Shaykh 'Abdul-'Azeez ibn Baaz** (may Allaah have Mercy on him), who outlived him by four years, said, *"I know him as a person of knowledge, virtue, good creed, and diligence in calling to Allaah and warning against innovations and false teaching…"*

Shaykh Saalih al-Fowzaan (may Allaah preserve him) said:

"Students and highly accredited teachers are many, but only a few of them truly benefit themselves and others. Shaykh Muhammad Amaan al-Jaamee was one of those select few scholars who put their knowledge and efforts to serve the Muslims and guide them by calling them to Allaah with insight. This was through classes he would give while at the Islamic University and at the Prophet's Masjid, as well as during his travels inside the Kingdom and abroad. He would call to Allaah's Oneness and spread the correct creed. He would direct the youth of the Ummah towards the methodology of righteous Salaf (early scholars), while warning them about destructive principles and deviant calls. Whoever did not know him personally should get to know him through his beneficial books and numerous tapes, which contain a massive amount of abundant knowledge and plentiful benefit…"

Shaykh Rabee' ibn Haadee al-Madkhalee (may Allaah preserve him) said:

"I only knew Shaykh Muhammad Amaan to be a believing man of towheed, a Salafee of clear understanding, well versed in the sciences of the Islaamic Creed. I have seen no one better than him in presenting and explaining the creed. He taught us [the books] Al-Waasitiyyah and Al-Hamawiyyah in secondary school. I have never seen anyone more virtuous or skilled at educating the students than this man. We knew him to have good manners, humility, and dignity, manners which his students learned from him…"

The large body of his students who went on to become highly reliable scholars of today also testifies to the knowledge and sincerity of Shaykh Muhammad Amaan. The following are from the more notable of today's scholars who learned from him:

- Shaykh Zayd ibn Haadee al-Madkhalee
- Shaykh Bakr ibn 'Abdillaah Aboo Zayd

- Shaykh Rabee’ ibn Haadee al-Madkhalee
- Shaykh ‘Alee ibn Naasir al-Faqeehee
- Shaykh Saalih ibn Sa’d as-Suhaymee

May Allaah have Mercy on those who have passed, and may He preserve those who remain.

Shaykh Muhammad Amaan also left behind a heritage of writings and recorded classes, some examples of which follow:

- *As-Sifaat al-Elaahiyyah* (The Divine Attributes), his doctoral thesis
- The Status of the Sunnah in Islaamic Legislation (book)
- A Compilation of Writings in Creed and Sunnah
- Explanation of *Kitaab at-Towheed* (recorded classes)
- Explanation of *al-Qawaa’id al-Muthlaa* (recorded classes)
- Two explanations of *al-’Aqeedah al-Waasitiyyah* (recorded classes)
- Explanation of the 40 Hadeeth of an-Nawawee (recorded classes)
- Explanation of *‘Umdat al-Ahkaam* (recorded classes)
- Explanation of *Nayl al-Owtaar* (recorded classes)

Shaykh Muhammad Amaan was a man of obvious sincerity, shining in his personal character, and ingrained in his teachings and writings of and sound refutations of falsehood. He was a man devoted to advising the Muslims on every level he could reach them. He did not socialize much, but his interactions with the people were limited to benefitting and providing benefit. He was also cautious and chose his words wisely. He would not allow anyone to backbite in his presence, nor would he permit anyone to gossip or talk about people’s defects.

He was kind and gentle when people would regret speaking ill of him. After a lecture in Riyadh in 1412, when someone falsely accused him of allowing ribaa (interest), he said,*“May Allaah excuse him, whether he honestly misunderstood or had ill intentions. I ask Allaah not to punish anyone because of me, as I only work to rectify matters.”* He would pardon anyone who sought to apologize. May Allaah be gracious with him.

While he socialized rarely, Shaykh Muhammad Amaan would use his money, status, and free time to assist his students who needed his help. In fact, in 1374 when he first assumed a teaching position in Riyadh, he continued to sleep in the masjid, and he would give his entire salary away in charity, saying, *“I don’t need it.”* He only began to take some of it for his family once he was married. This lifestyle rightfully earned him the love of Allaah’s servants. One sign of the love Allaah placed in the hearts of his students for him is that when he left to teach at the Islaamic University of al-Madeenah in 1381, all of his students from Saamitah followed him there to enroll.

Shaykh Muhammad Amaan battled serious illnesses in the latter part of his life and was bedridden during his last year. Before he passed, he gathered his family together, advised them, and reminded them to be conscious of Allaah, maintain family ties, and to be steadfast upon the Salafee creed. *“The creed, the creed,”* he would repeatedly say. The last thing he said was the testimony that he lived and died for: *“There is no deity deserving of worship other than Allaah, and Muhammad is the Messenger of Allaah.”*

Shaykh Muhammad Amaan died on Wednesday, the 26th of Sha’baan, 1416, leaving behind two wives and 18 children. May Allaah have Mercy on him and bless his family and students.

Written by: Moosaa Richardson

BENEFITS from RIYAADH-us-SAALIHEEN

GLORIFYING ALLAAH

WHILE ASCENDING AND DESCENDING

By Allamah Muhammad bin Saalih al-Uthaymeen رحمه الله

Chapter: Glorification of Allaah by a traveler while ascending and descending:

975. Narrated Jaabir bin `Abdullaah رضي الله عنهما: Whenever we went up a place (like climbing a hill) we would say: "Allaahu-Akbar (i.e. Allaah is Greatest)", and whenever we went down a place (down the valley) we would say: "Subhaan-Allaah". [Saheeh al-Bukhaaree (2993, 2994)]

976. Ibn `Umar رضي الله عنهما reported: Whenever the Prophet صلى الله عليه وسلم and his army ascended a height, they would proclaim: "Allaahu-Akbar (Allaah is the Greatest)," and when they climbed down, they would proclaim: "Subhaan-Allaah (Allaah is free from imperfection)." [Sunan Abu Dawood (2599) and graded as "Saheeh" by Shaikh al-Albaanee].

Shaikh Ibn al-`Uthaymeen رحمه الله said:

From the etiquette of traveling is that a person while ascending, like going up a hill or upon taking off in an airplane, should say the "Takbeer"; he should say "Allaahu-Akbar" once or twice or thrice. And upon descending he should Glorify Allaah by saying "Subhaan-Allaah", once or twice or thrice. The reason being, when a person climbs a higher place, he imagines himself to be on top (of everything), so he becomes pompous (the feelings of excessive pride). [Translator's note: like how some of the mountain climbers say: "we are on top of the world"]

So when a person says: "Allaahu-Akbar", doing so, he disdains himself and is exalting the Greatness of Allaah تعالى. Meaning: when a person is on a higher place, he should know that above him is the One who is higher than him, i.e. Allaah عز وجل. [Translator's note: As Allaah تعالى says in the Qur'aan:

﴿نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾

{We raise in degrees whom We will, but above all those endowed with knowledge is the All-Knowing.} [Surah Yusuf (12): 76]]

Similarly, when a person is descending, he is going down, getting lower and getting humbled; so he should say: "Subhaan-Allaah"; doing so: he is purifying Allaah عز وجل and declaring Him free from all types of imperfections - like being lowered or getting humbled - because Allaah سبحانه وتعالى is above everything. Even though the Prophet صلى الله عليه وسلم affirmed that (every night) Allaah تعالى descends to the lowest heaven, this descending is in a way that befits His Majesty, (we affirm that He تعالى descends, but we have not been informed the how of it and His descending is not like the way a human being descends) because {There is nothing like unto Him}.

Anyhow, this is from the recommended etiquette which is from the guidance of the Prophet صلى الله عليه وسلم and his companions, that if you are ascending, you say: "Allaahu-Akbar"; if you are descending a valley, you say: "Subhaan-Allaah". Similarly, when you are in the airplane while taking off or ascending, you say the "Takbeer"; and while landing or descending you say: "Subhaan-Allaah" because there is no difference between climbing and descending in the air or on the land. And Allaah is the One who grants success.

[Sharh Riyaadh al-Saaliheen of Shaikh Ibn al-`Uthaymeen (4/608-609)]

Compiled by : Abu Sahl Fahad Barmem

The Sahaabah (Companions)

1. Abu Hurairah (Abdur-Rahmaan) (radi-Allaahu 'anhu) d.59H at the age of 78; he narrated 5374 ahaadeeth. The number of his students reaches 800.

2. Abdullaah Ibn Abbaas (radi-Allaahu 'anhu) d.68H at the age of 71; he narrated 2660 ahaadeeth.

3. Aa'ishah Siddeeqah (radi- Allaahu 'anhaa) d.58H at the age of 67; she narrated 2210 ahaadeeth.

4. Abdullaah Ibn Umar (radi-Allaahu 'anhu) d.73H at the age of 84; he narrated 1630 ahaadeeth.

5. Jaabir Ibn Abdullaah (radi- Allaahu 'anhu) d.78H at the age of 94; he narrated 1560 ahaadeeth.

6. Anas Ibn Maalik (radi- Allaahu 'anhu) d.93H at the age of 103; he narrated 1286 ahaadeeth.

7. Abu Sa'eed al-Khudree (radi- Allaahu 'anhu) d.74H at the age of 84; he narrated 1170 ahaadeeth.

These Companions were amongst those who had memorised more than 1000 ahaadeeth.

Furthermore:
8. Abdullaah Ibn Amr Ibn al-Aas (radi-Allaahu 'anhu) d.63H

9. Alee Ibn Abee Taalib (radi-Allaahu 'anhu) d.40H and

10. Umar Ibn al-Khattaab (radi- Allaahu 'anhu) d.33H

Are amongst those Companions who narrated between 500 and 1000 ahaadeeth.

Likewise:

11. Abu Bakr as-Siddeeq (radi-Allaahu ‘anhu) d.13H
12. Uthmaan Ibn Affaan Dhun-Noorain (radi-Allaahu ‘anhu) d.36H
13. Umm Salamah (radi- Allaahu ‘anhaa) d.59H
14. Abu Moosaa al- Asha'aree (radi- Allaahu ‘anhu) d.52H
15. Abu Dharr al-Ghaffaree (radi-Allaahu ‘anhu) d.32H
16. Abu Ayyoob al- Ansaaree (radi- Allaahu ‘anhu) d.51H
17. Ubayy Ibn Ka’ab (radi-Allaahu ‘anhu) d.19H and
18. Mu’aadh Ibn Jabal (radi-Allaahu ‘anhu) d.81H

Are amongst those Companions who narrated more than 100 but less than 500 ahaadeeth.

The Taabi’een (Successors)

And we cannot forget the major Taabi’een (Successors) who, after endless striving, gathered the treasures of the Sunnah so the Ummah of Muha mmad (sal-Allaahu ‘alayhe wa sallam) could become enriched with it forever; from amongst them are:

1) Sa’eed Ibn al-Mussayab

He was born in the second year of the reign of Umar (radi-Allaahu ‘anhu) in Madeenah and died in 105H. He learnt ahaadeeth and its knowledge from Uthmaan, Aa’ishah, Abu Hurairah and Zaid Ibn Thaabit (radi-Allaahu ‘anhum).

2) Urwah Ibn Zubair

He was counted from amongst the great people of knowledge from Madeenah and he was the nephew of Aa’ishah (radi-Allaahu ‘anhaa). He narrated mostly from his aunt. He had the pleasure of being the student of Abu Hurairah (radi-Allaahu ‘anhu) and Zaid Ibn Thaabit (radi-Allaahu ‘anhu). Saalih Ibn Kiysaan and Imaam az-Zuhree are counted from amongst his students. He died in the year 94H.

3) Saalim Ibn Abdullaah Ibn Umar

He was from the 7 famous Jurists of Madeenah; he learnt ahaadeeth from his father Abdullaah Ibn Umar (radi- Allaahu ‘anhu) and other Companions. Naaf’i, az-Zuhree and other famous Successors were from his students. He died in 106H.

4) Naaf’i

He was the servant of Abdullaah (radi-Allaahu ‘anhu). He was his special student and the teacher of Imaam Maalik (rahimahullaah). Maalik from Naaf’i from Abdullaah Ibn Umar from the Messenger of Allaah (sal-Allaahu ‘alayhe wa sallam) is known amongst the scho lars of hadeeth as the golden chain. Naaf’i died in 117H.

The Salafi Da'wah
with Respect to Other Jamaa'ahs

By Imaam al-Albaani'

I will say a true word after which no Muslim can argue after the truth appears to him.Firstly, the Salafee da'wah is an ascription to what? 'Salafee' is an ascription to the 'Salaf' (pious predecessors), so we have to know who the Salaf are and then what this ascription means and its importance as regards its meaning and implication.

The Salaf are the people of the first three generations whom the Messenger of Allaah (S) declared to be good in the authentic and mutawaatir hadeeth recorded in al-Bukhaaree and Muslim and others from a group of the Companions that he said: "The best of people is my generation, then those who come after them, then those who come after them.", i.e the first three generations. So the Salafees attach themselves to the Salaf, and if we know the meaning of 'Salaf' and 'Salafee' then we should bear two things in mind.

That this attachment is not to a single person or persons, as is the case with other Jamaa'ahs present in the Muslim world.

This is not an attachment to a person or even tens of people, but to that which will not err, since it is impossible that the Salaf would unite upon error, as opposed to the people of later times, since with regard to the later generations, there is no text speaking in their favour. Rather, in general, they are spoken ill of in the end of the previous hadeeth: "Then there will come a people who give witness and their witness is not asked for…", and in other ahaadeeth there occurs: "A group of my Ummah will not cease to be upon the truth…"

So this is a praise for them but a censure of the rest since the praise is for a particular small group. Linguistically, 'Taa'ifah' is used to refer to a single person or more.

Thus if we understand this meaning of the 'Salafees' and that they attach themselves to

the Salaf- and that if the Muslim clings to that which the Salaf were upon – then here we come to the second matter:

That after this is understood, it is not possible for any Muslim but to be a Salafee, since we have understood that in attaching oneself to the Salaf one has attached himself to that which cannot err. This is taken from the hadeeth: "My Ummah will not unite upon error," and it is not correct to refer this to the people of later ages; those present today.

In addition to that is the ahaadeeth referring to what happened to the previous peoples – the Jews and the Christians – and what will befall the Muslims, regarding splitting into sects, saying: "The Jews split into seventy-one sects and the Christians into seventy-two, and my Ummah will split into seventy-three sects. All of them are in the Fire except one." The Companions said, "Who are they, O Messenger of (S)?" He (S) replied "They are the Jamaa'ah." This shows who is meant in the previous hadeeth "My Ummah will not unite upon error" since they are the saved sect, along with those who have their outlook and follow them.

Those Salafus-Saaliheen are those whom Allaah has warned us against opposing them or against following a way other than theirs, saying:
If anyone contend with the Messenger even after guidance has been plainly conveyed to him, and follows a path other than that becoming to men of faith, We shall leave him in the path he has chosen, and land him in Hell – what an evil refuge! [Sooratun-Nisaa aayah 115]

I have many times pointed out to our brothers the wisdom of our Lord's attaching in this aayah 'the following of a way other than that of the believers' to 'the opposing of the Messenger', what is the wisdom in that, since even if the aayah did not contain the part about following a way other than that of the believers, then the first part about opposing the Messenger (S) would have been enough to earn the person the evil end mentioned. However, it is not possible that the second part has no relevance, and we seek Allaah's refuge from such a thing. Its wisdom is shown by Imaam Ash-Shaafi'ee's using it as a proof of Ijmaa' – meaning: 'He who takes a way other than that of the Companions'- who are unerring – and they and those who follow them are the Jamaa'ah whom the Messenger of Allaah (S) declared to be the saved sect.

They are those whom it is not permissible to oppose – for one who wishes to be saved from Allaah's punishment on the Day of Resurrection. Therefore the Muslims have to be aware today, who are the Muslims mentioned in this aayah? And then, what is the wisdom in Allaah's intending the Salafus-Saalih and those who follow them? The answer has preceeded and is, in brief, that they are the Companions who were present when the revelation came down, and who took it direct from the mouth of the Messenger (S). They saw the Messenger (S) living among them following the revealed rulings of the Qur'aan, many of whom were explained by his (S) sayings.

However, the later peoples do not have this excellence – that they heard the Qur'aan and the Sunnah direct from his mouth – nor did they see how he (S) followed the texts of the Qur'aan and the Sunnah his practice, and from the wisdom is his (S) saying: "Being informed is not like seeing for yourself."
So those who did not see him are not like his Companions who saw him and heard his words directly and saw how he acted. Today there is a very nice saying which some people are distinguished by – but it would be nicer if put into practice. They say in their speeches and lectures, "that it is upon us to make Islaam take practical shape upon the earth."

However, if we do not understand Islaam, and understand it according to the understanding of the Salafus-Saalih, then we cannot put this saying into practice. But those who were able to do that were the Companions of the Messenger (S) due to the two reasons that we have mentioned:
a) That they heard his words directly and therefore their retention of it is better than ours;
b) Then there are affairs which need explanation through his (S) action, and they saw that.

I will give you a very clear example. There are some aayaahs in the Qur'aan which a Muslim cannot understand unless he knows the Sunnah, which explains the Noble Qur'aan, as Allaah ta'aalaa says:

(We have revealed the Reminder to you in order that you may explain to the people what has been revealed to them).

Allaah ta'aala's saying:

(The male and the female thief: Cut off their hands).

Let us produce the Seebawaih (a great scholar of the 'Arabic language of early times) of this age and let him explain this aayah. Language wise he will not be able to define the 'saariq' (thief) nor the 'yad' (hand). Who is the thief whose 'yad' is to be cut? What is the 'yad' that should be cut? He cannot answer! In the language anyone who steals even an egg is a thief, and the 'yad' goes right up to the shoulder. The answer lies in the aayah mentioned previously : *WA ANZALNAA ILAIKADH-DHIKRA*. The answer is found in the explanation of the Messenger (S) for the Qur'aan. That explanation is found in the practice – for this and for many other aayaahs. He who reads the 'science of Usool' finds that there is 'General and Particular', 'Unrestricted and Restricted' and 'Abrogating and Abrogated' texts – comprehensive words under which come tens if not hundreds of texts, general texts restricted by the Sunnah – and I will not prolong this further in order to answer the rest of the questions.

The Way of As-haab ul-Hadeeth and Their Being Closest to the Truth Perhaps some of the people find it unusual that these scholars have explained the "Taa'ifah Al-Mansoorah" (Victorious Party) and the

"Firqah An-Naajiyah" (Saved Group) as being the scholars of Hadith. But there is no strangeness in that sharh if we recall the following:
One: The scholars of Hadith are without exception the most knowledgeable of the Sunnah of the Prophet, his guidance, manners, battles, etc. (may peace and blessings be upon him.) This is due to their particular study of the Sunnah and whatever is connected to it from knowing the biographies of the narrators and stories behind the Hadith.

Two: The nation has divided into groups and schools of thought that are not found in the first Muslim generation. For all of these mathaahib (schools of thought) are separate principles, branches, and certain ahadith that that specific mathab (school of thought) uses as daleel (proof) and depends on. The one who follows one particular school of thought is fanatically engaged in it, and holds tightly to it without taking a look at the other schools of thought. Although he should look because perhaps he will find in them what he does not find in his own. What is confirmed with the scholars is that in every mathab exists information of the Sunnah that is not found in other mathaahib.

Thus, the one who holds on to only one mathab will be ignorant of a magnificent other side of the Sunnah that is preserved in other mathaahib. But the scholars of hadith are not upon this. For they take any hadith that has been authentically confirmed on the Prophet through an authentic chain of narrators regardless of the mathab it was reported by. They accept it from the person regardless of what group he was a part of so long that he is a trustworthy Muslim that can be depended on for narrations of hadith. Additionally, authentic Hadiths cannot be rejected from someone even if he was a communist, Qadari, or Khaariji, so how much more so from someone who considered himself a Hanafi (person who particularly follows the school of thought of Imam Abu Haneefah) or Maaliki (person who particularly follows the school of thought of Imam Maalik) or other than that. Indeed Imam Ash-Shafiee made this clear, may Allah be pleased with him, when he spoke with Imam Ahmad and said: "You are more knowledgeable of the ahadith than me. So if the authentic hadith comes to you, inform me of it so that it would be my position, regardless if the reporter is from al-Hijaz, Koofah, or Misr."

Thus, Ahlul Hadith (People of Hadith), may Allah gather us with them, do not fanatically blind follow the statement of one person no matter how high this person was. This method is contrary to other than them from those who do not associate themselves or their actions with the Hadith. Indeed those people fanatically blind follow the statement of the scholars when the scholars themselves warn them of that. Those people blind follow these statements to the same degree the people of Hadith are zealous in accepting the statement of their Prophet. So there is no amazement after this clear explanation that the People of Hadith are the Victorious Party and the Saved Sect, rather, they are the middle-grounded nation, and the witnesses over the creation.

The Appropriate Age for Marriage

Q: What is the appropriate age for a woman and man to get married; as some girls do not consent to marriage from those older than them in age. And likewise some men do not marry those older than them in age, we hope that you will answer this question, may Allaah reward you with good.

Shaykh Ibn Baaz: "I advise the young girls not to refuse a man because of him being older, for example if he was older than her by ten years or twenty years or thirty years – this is not a valid excuse.

The Prophet sallAllaahu `alaihi wa sallam married Aaishah and he was fifty-three years old, and she was nine years old; so being older does not harm.

So there is no problem if the woman were to be older and similarly there is no problem if the husband was older, as the Prophet sallAllaahu `alaihi wa sallam married Khadeejah radiyallAllaahu anhaa and she was forty while he was twenty five, before he received revelation. Meaning she was older than him by fifteen years, may Allaah be pleased with her.

Then he married Aaishah radiyallaahu `anhaa while she was young; six or seven years, and entered upon her (consummated the marriage) when she was nine years old and he was fifty-three years old.

Many of those who speak on radio-stations or television are averse to the idea of there being a difference between the ages of a husband and wife – all of this is wrong; this speech is not permissible for them.

What is obligatory is that the woman looks at the prospected husband, so if he is righteous and suitable then it is befitting that she consents even if he is older than her in age.

Likewise the man, it is befitting that he concerns himself with a righteous, religious woman even if she is older than him – as long as she is young and fertile.

In all, age should not be used as an excuse and should not be a fault, as long as the man is righteous and the woman is righteous.

May Allaah rectify all our affairs."

[*'Fataawaa al-Mar.ah', Verdicts Relating to Women, pg. 54, Shaykh Ibn Baz*]

The difference between al-Bid'ah al-Mufassiqah and al-Bid'ah al-Mukaffirah

Q: "What is the difference between *al-Bid'ah al-Mufassiqah* and *al-Bid'ah al-Mukaffirah*?

A: ***Al-Bid'ah al-Mufassiqah*** is the [innovation] that doesn't make the person who performs it leave the Religion, like the *bid'ah* (innovation) of al-Ashaa'irah, al-Murji'ah and the likes.

As for ***al-Bid'ah al-Mukaffirah***, then the person who performs it falls into one of the ***Nawaaqid*** (nullifiers) of the Religion, like the statement of al-Jahmiyyah that the *Qur'aan* is created, and like the statement of al-Ittihaadiyyah and al-Hulooliyyah that Allaah incarnates and unites in His creation or that the whole existence united and appeared in Allaah, the Mighty and Majestic.

These are beliefs of *kufr* (disbelief), while notifying about that which the Scholars notified about: that this is a general ruling, and applying this ruling requires returning to the Scholars and their implementation. Applying it requires returning to the Scholars, and they look to the circumstances of the issue and the ruling on each individual according to what the principles of the *Sharee'ah* necessitate.

However, as a general ruling and general differentiation: al-Bid'ah al-Mufassiqah does not make the person who performs it – by word or deed – leave the Religion. As for al-Bid'ah al-Mukaffirah, then the ruling on the person who performs it is that he is a disbeliever.

Another notification:

al-Bid'ah al-Mufassiqah means – according the Scholars – that the innovators are not Saalihoon (pious, righteous people), rather they are fasaqah (disobedient, rebellious people) from the wicked fussaaq (disobedient, rebellious people). This is why some people say to you, "So and so is a person of innovation, but he is Saalih(righteous) and Taqiy (Godfearing)."

We say to you, "You are wrong! As long as he is an innovator, he fell into innovation and the Scholars declared him an innovator, then he is faasiq (disobedient, rebellious)." Na'am.

[Shaykh Ahmad Baazmool]

فارغین وفارغات مدارس وجامعات کیلئے ایک عظیم خوشخبری

برائے یک سالہ دعوۃ ٹریننگ وتربیتی کورس:

زیر نگرانی: فضیلۃ الشیخ / سید معراج ربانی اثری مدنی حفظہ اللہ

ادارہ "**مرکزالحجاز الاسلامی للدعوۃ والتعلیم۔بنگلور۔ انڈیا**" کو یہ اطلاع دیتے ہوئے بڑی مسرت ہورہی ہے کہ اس کے زیر سرپرستی "**المعہد العالی لاعداد الدعاۃ والداعیات بنگلور۔انڈیا**" کا قیام عمل میں آچکا ہے اور بحمد اللہ اس کا افتتاح بھی بموقع "صدائے حجاز کانفرنس بنگلور" منعقدہ بتاریخ ۱۸/۱/۲۰۱۵ بروز اتوار بدست ڈاکٹر وصی اللہ عباس حفظہ اللہ مفتی حرم مکہ مکرمہ ودیگر مشائخ سعودیہ عربیہ وعلماء اہل حدیث ہند کی موجودگی میں ہوگیا ہے۔ جس میں مدارس عربیہ کے فارغین وفارغات طلباء وعلماء کو اعلیٰ وبہترین دعوتی تربیت دینے کے لئے یک سالہ "دعوۃ ٹریننگ وتربیتی کورس" انگلش بول چال، سنسکرت، کمپیوٹر اور دیگر مختلف فنون ومہارات کے ورکشاپس اور میدانی دعوتی ٹریننگ کے لئے علمی رحلات (ٹورز) کا اہتمام کیا گیا ہے، جسے ملک وبیرون ملک کے قابل وماہرین علماء ومشائخ اور دانشوران قوم وملت کی خدمات اور ان کی نگرانی وسرپرستی حاصل ہے الحمد للہ۔

"**المعہد العالی لاعداد الدعاۃ والداعیات بنگلور۔انڈیا**" کا بنیادی مقصد قوم وملت کو بہترین، باصلاحت، قابل ومعتمد اور مخلص وموحد، متبع سنت اور منہج سلف کو حرز جاں سمجھنے والے باغیرت اہلحدیث دعاۃ ومبلغین، خطباء ومقررین، صاحب استعداد اساتذہ ومدرسین، اور ائمہ وقائدین فراہم کرنا ہے، ساتھ ہی ساتھ سلفی صحافی ومبصرین اور محققین وناقدین پیدا کرنا ہے، ان شاء اللہ۔

اس لئے وہ حضرات وخواتین جو متفوق وباصلاحیت، دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کی فکروشوق اور دلچسپی رکھنے والے، متواضع اور حسن اخلاق کے مالک ہوں براہ کرم فوراً رابطہ کریں اور داخلہ فارم حاصل کرنے کے لئے ٹویٹر (Twitter) پر لوگ آن کریں https://twitter.com/S_M_Rabbani

اطلاعاً عرض ہے کہ ادارہ پورے ہندوستان سے صرف بیس فارغ التحصیل طلباء کی کفالت کا متحمل ہے۔

طلباء کی خدمات:

(۱) خوردونوش (ناشتہ۔ لنچ۔ ڈنر)

(۲) رہائش کا مکمل انتظام وانصرام۔

(۳) ہر طالبعلم کو تین ہزار روپے ماہانہ بطور وظیفہ۔

(۴) ایک سالہ ٹریننگ لینے کے بعد دعوتی میدان میں کام کرنے والوں کو مرکز کیطرف سے ماہانہ دس ہزار روپے سے تنخواہ کا آغاز۔

رابطہ کریں: ایس۔ ایس۔ اے انجم آفس سیکریٹری

مرکز الحجاز موبائل نمبر: 00919779849668O

E-mail : Alhijazic@gmail.com

داخلہ فارم کیلئے اس بارکوڈ کو اسکین کریں

مركز الحجاز الإسلامي للدعوة والتعليم بنغالور الهند

Al-Hijaz Islamic Center For Da'wah & Education

المعهد العالي لإعداد الدعاة والداعيات بنغالور الهند

The higher Institute For The Dua'at

vol: 3, Issue: 3 | March 2015

Regd. no: KARBIL01890/10/1/2012-TC
No.MAG(3)/NPP/452/2012-2013
RNI no:

M NO, 1st Street No 7. Charminar Masjid Road, Shivajinagar, Bangalore-560051. Tel: 08042047467 | Mob: 09845842811.

- اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کی مشیئت سے بندوں کی بندگی سے نکال کر صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلانا۔اورامر بالمعروف والنہی عن المنکر جیسے اہم فریضہ کوادا کرنے کی روح کو بیدار کرنا۔
- لوگوں کو اتباع قرآن وسنت کی طرف مخلصانہ دعوت دینااورانہیں شرک وبدعت کی آلودگیوں سے بچنے کی تلقین کرنااور توحید وسنت کی روشن شاہراہ پر گامزن کرنااور قرآن وسنت کادفاع کرنا۔
- فہم کتاب وسنت میں سلَفِ صالحین کے منہج وطریقے کواختیار کرنے کی دعوت دینا۔
- صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت کرنااوران کے پیغام کوعام کرنا۔
- عصری اسلوب میں علمی، تحقیقی، معلوماتی مقالے ومضامین انتہائی شائستہ زبان میں نشرکرنا۔
- عنادوتعصب جو قوم وملت کیلئے زہر ہیں ان سے بالاتر ہوکروطن عزیز میں امن وشانتی،رواداری اور بھائی وچارگی کی فضاء پیدا کرنے کی جدوجہد کرنا۔
- فروغِ ادبِ اردو اوراسکی بقاوتحفظ کیلئے کوشش کرنا،اوراسکے ذریعہ دین ووطن کی خدمت کرنا۔
- قرآن واحادیث کے ذریعہ امت مسلمہ میں اتحادواتفاق کی روح بیدار کرنا۔
- جماعت وجمعیت کی کاز کو بہتراز بہتر بنانے ،اس کے دعوتی واشاعتی پروگراموں کوبروئے کارلانے اورجماعت کی دینی ،تعلیمی ،فلاحی ،سماجی اوردیگر نفع بخش امورمیں تعاون کرنا۔

COUNTACT US : Monthlyalhijaz@gmail.com

To :